حضرت علامہ الحاج المفتی

فیض ملت محمد فیض احمد اویسی رضوی

محدث بہاولپور

کتب خانہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ

درانا دربار مارکیٹ لاہور پاکستان

0313 - 8222336

0321 - 4716086

حضرت علامہ الحاج المفتی
فیض ملت محمد فیض احمد اویسی رضوی
محدث بہاولپور

کتب خانہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ
داتا دربار مارکیٹ لاہور پاکستان
0313-8222336
0321-4716086

ابتدائیہ

از

محمد فیاض احمد اویسی
مدیر ماہنامہ "فیض عالم" بہاولپور

ختم نبوت عقیدہ اسلام میں ایسا حساس موضوع ہے کہ اسلام کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ باقی تمام فتنوں سے مباحثہ، مجادلہ، مناظرہ و مباہلہ وغیرہ ہوئے۔ لیکن جھوٹے نبیوں سے تو گفتگو کی بھی شریعت نے اجازت نہیں دی اور فصول عمادی میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

وکذالو قال انا رسول اللہ اوقال بالفارسیة من پیغامبرم یریدبہ پیغام می برم یکفر ولو انہ حین قال ہذہ المقالة طلب غیرہ منہ المعجزة قیل یکفر الطالب والمتأخرون من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزہ وافتضاحہ لایکفر (فصول :۱۳۰۰)

ترجمہ: اور ایسے ہی اگر کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی زبان میں کہے من پیغامبرم اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام لے جاتا ہوں تو کافر ہو جائے گا اور جب اس نے یہ بات کہی اور کسی شخص نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض کے نزدیک، یہ طالب معجزہ بھی کافر ہو جائے گا۔ لیکن متاخرین نے فرمایا ہے کہ اگر طالب معجزہ کی نیت طلب معجزہ سے محض اس کی رسوائی اور اظہار عجز ہو تو کافر نہ ہوگا۔

اور خلاصۃ الفتاویٰ جلد ۴ کتاب الفاظ الکفر فصل ثانی میں ہے:

ولو ادعیٰ رجل النبوة و طلب رجل المعجزة قال بعضهم یکفر وقال بعضهم ان کان غرضه اظهار عجزه وافتضاحه لایکفر

ترجمہ: اور اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض فقہا کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی مطلقاً کافر ہو جائے گا اور بعض نے یہ تفصیل فرمائی ہے کہ اگر اس نے اظہار عجز و رسوائی کے لئے معجزہ طلب کیا تھا تو یہ کافر نہ ہوگا۔

چنانچہ اُمت کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ جب کبھی کسی اسلامی حکومت میں کسی شخص نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو امت نے اس سے دلائل و معجزات مانگنے کی بجائے اس کے وجود سے ہی اللہ تعالیٰ کی دھرتی کو پاک کر دیا۔ ہمارے برصغیر پاک و ہند میں انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بطور خود کاشتہ پودا آبیاری کی۔ مسلمان قوم مظلوم، محکوم، غلام تھی۔ لاچار امت کو قادیانی گروہ سے مناظرہ کی راہ اختیار کرنی پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے دلائل و براہین، مقدمات و مناظروں، منبر و محراب، عدالتوں و اسمبلی، مکۃ المکرمہ و افریقہ تک جہاں بھی کسی فورم پر قادیانی کیس گیا۔ امت مسلمہ کو کامیابی نصیب ہوئی۔ یہ راستہ مجبوراً اختیار کرنا پڑا۔ ورنہ شرعاً جھوٹے مدعی نبوت اور پیروکاروں کا وہی علاج ہے جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد زریں میں مسیلمہ کذاب کا یمامہ کے میدان میں کیا تھا۔

نوٹ

آج تک جو جھوٹے مدعیان نبوت ہوئے۔ ان کی تفصیل حضور فیض ملت مفسر اعظم علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ کی زیر نظر تصنیف "جھوٹے نبی" کا مطالعہ کریں۔

جھوٹے نبی

اہل اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ خاتم النبین ہیں ۔قرآن پاک کی بیشمار آیات بینات اس عقیدہ شاہد ہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے ۔(پ22،الاحزاب 40)

لفظ خاتم کا لغوی ٗعرفی مفہوم

لفظ خاتم ختم سے بنا ہے۔جس کے لغوی معنی ہیں مہر لگانا۔اصطلاح میں اس کے معنی ہیں تمام کرنا،ختم کرنا، بند کرنا، کیونکہ مہر یا تو مضمون کے آخر پر لگتی ہے جس سے مضمون بند ہوجاتا ہے یا پارسل بند ہونے پر لگتی ہے جب نہ کوئی شے اس میں داخل ہوسکے نہ اس سے خارج،اسی لئے تمام ہونے کو ختم کہا جاتا ہے قرآن شریف میں یہ لفظ دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔چنانچہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(1) خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ

اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے دلوں اور کانوں پر مہر لگادی۔(پ1،البقرۃ7)

(2) اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

آج ہم ان کے منہ پر مہر لگادیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان

کے پاؤں گواہی دیں گے جو وہ کرتے تھے۔(پ23،یٰسٓ 65)

(3) فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ

تو اگر اللہ چاہے تو آپ کے دل پر رحمت وحفاظت کی مہر لگادے۔

(پ25،الشوریٰ24)

يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ

نتھاری شراب پلائے جائیں گے جو مہر کی ہوئی ہے اس کی مہر مشک پر ہے۔

(پ۳۰،المطففین ۲۵)

ان جیسی تمام آیتوں میں ختم بمعنی مہر استعمال فرمایا گیا ہے کہ جب کفار کے دل و کان پر مہر لگ گئی تو نہ باہر سے وہاں ایمان داخل ہو نہ وہاں سے کفر باہر نکلے یوں ہی جنت میں شَرَابًا طَهُوْرًا ایسے برتنوں سے پلائی جائے گی جن پر حفاظت کے لئے مہر ہے تاکہ کوئی توڑ کر نہ باہر سے کوئی آمیزش کر سکے نہ اندر سے کچھ نکال سکے۔

خاتم النبیین میں خاتم عرفی معنی میں استعمال ہوا یعنی آخری اور پچھلا۔لہٰذا اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا ناممکن ہے۔اس معنی کی تائید حسب ذیل آیات سے ہوتی ہے اور ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔

جو ہوگا حضور ﷺ جانتے ہیں

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب میری امت میں تلوار رکھ دی جاوے تو قیامت کے دن تک اس سے نہ اٹھے گی اور قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں گے اور حتیٰ کہ میری امت کے کچھ قبیلے بت پرستی کریں گے اور میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے وہ سب گمان کریں گے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کا ایک گروہ حق پر رہے گا سب پر غالب ان کا مخالف انہیں نقصان نہ

پہنچا سکے گا حتی کہ اللہ کا حکم آ جاوے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

شرح

اسی حدیث کا ظہور ہو رہا ہے۔ شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مسلمانوں میں آپس میں قتل و خون شروع ہوا ہے آج تک ہو رہا ہے، ہمیشہ کہیں نہ کہیں مسلمان آپس میں لڑتے ہی رہتے ہیں ان کا قتل و خون بند نہیں ہوتا۔

یہ واقعہ بھی ہو چکا بلکہ ہوتا رہتا ہے۔ ہم نے اپنی زندگی میں آگرہ کے ضلع میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں مرتد ہوتے دیکھے لیے جسے شدھی کا فتنہ کہا جاتا ہے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے کو مسلمان سمجھتے ہوئے بت پرستی کریں گے لہٰذا یہ جملہ مکرر نہیں۔ ہم نے دیکھا کہ بعض لوگ اپنے پیروں کے فوٹوؤں کو سجدہ کرتے ہیں، انہیں چومتے، انہیں سجا کر رکھتے ہیں یہ ہے اس حدیث کا ظہور پیروں کے ان فوٹوؤں کو وہ لوگ کہتے ہیں مرقع شریف، یہ ان کا خاص لفظ ہے، بعض کلمہ گو تعزیہ کو سجدہ کرتے دیکھے گئے، قبروں کو تو بہت لوگ سجدے کرتے ہیں، بعض زندہ پیروں کو سجدے کرتے ہیں، یہ ہے بت پرستی۔ نعوذ باللہ!

ان مردودوں کا مذہب حق اہلسنت سے دور کا واسطہ نہیں امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان نے اپنے فتویٰ میں ان کا شدید رد فرمایا ہے۔

جھوٹے نبی

یہ تیس جھوٹے نبی وہ ہیں جنہیں لوگوں نے نبی مان لیا اور ان کا فساد پھیل گیا، دوسرے قسم کے مدعی نبوت جنہیں کسی نے نہ مانا وہ بکواس کر کے مر گئے وہ تو بہت ہیں۔ دیکھو ہمارے ملک میں مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کا فتنہ بہت پھیلا اس کے علاوہ ہم نے بہت سے مدعی نبوت دیکھے جن کی طرف کسی نے توجہ ہی نہ دی اپنے کو نبی کہتے کہتے مر گئے لہٰذا احادیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اب تک جھوٹے مدعی نبوت سو ۱۰۰ سے زیادہ

ہو چکے۔

معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں آخری نبی کہ اس کے زمانہ میں اور اس کے بعد کوئی نبی نہ بنے۔ اس معنی پر امت کا اجماع ہے جو کہے اس کے معنی آخری نبی نہیں بلکہ اصلی نبی ہیں وہ کافر ہیں کہ وہ قرآنی آیت کے متواتر اجماعی معنی کا انکار کرتا ہے۔

دو غیبی خبریں ہیں

اس حدیث مبارکہ میں دو غیبی خبریں ہیں ایک یہ کہ دوسری امتوں کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری امت گمراہ نہ ہوگی تا قیامت اس میں ایک جماعت سب پر غالب رہے گی کہ دینی غلبہ ہمیشہ اسی کو حاصل رہے۔ الحمد للہ اہلسنت و جماعت سب فرقوں پر غالب ہیں۔ خیال رہے کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، یوں ہی قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی ایک ہی جماعت ہے یعنی اہلسنت و جماعت آج ایک نہیں عالم سو جو بے دین عالموں پر غالب رہتا ہے یہ ہے اس حدیث کا ظہور۔

اللہ کے حکم سے مراد حضرت عیسیٰ و امام مہدی کا ظہور ہے جب اسلام کا پورا غلبہ ہوگا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۷)

جھوٹے مدعیان کا انجام

اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دین اسلام ہی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام۔ (پارہ 3 سورۃ آل عمران)

اور اس دین کے علاوہ اس کے یہاں کوئی دین قبول نہیں۔

چنانچہ فرمایا:

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ ج وھو فی الآخرۃ من الخسرین۔ (پارہ 3 آل عمران)

نیز مومن وہی ہے جو اس دین اسلام پر سچے دل سے ایمان لائے اور اس کی

تصدیق کرے جیسا کہ ارشاد ہوا۔ ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں۔ (پارہ 26 سورۃ الحجرات)

ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین سے ہیں اور کسی ایک ضرورت دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔ ضروریات دین وہ مسائل دینیہ ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، انبیاء کرام کی نبوت، جنت و دوزخ، حشر و نشر وغیرہا مثلاً یہ اعتقاد کہ حضرت محمد مصطفےٰ آخری نبی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں یا آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی سچی اور آخری کتاب میں ارشاد فرمایا ہے (اے لوگو) حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور سب نبیوں میں پچھلے (سب سے آخری نبی) ہیں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ (پارہ 22 سورۃ الاحزاب) اور دوسرے مقام پر ارشاد ہوا۔ اور جو ایمان لائے ہیں اس پر (اے حبیب) جو اتارا گیا ہے آپ پر اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے اور نیز آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ (پارہ 1 سورۃ البقرہ)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور (جو) مسلمان ہیں ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ کی طرف اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے۔ (پارہ 6 سورۃ النساء)

آخری کی مذکورہ دونوں آیتیں بھی حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کی بین دلیل ہیں کیونکہ وحی جس پر ایمان لانا ضروری ہے وہ یا تو حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوئی یا آپ سے پہلے انبیاء کرام میں سے کسی نبی پر۔ اگر حضور اکرم ﷺ کے بعد بھی سلسلۂ نبوت جاری رہتا یا کسی نئے نبی کا ہونا ممکن ہوتا تو ایمان کا انحصار صرف حضور اکرم ﷺ اور انبیاء

سابقین پر نازل شدہ وحی پر نہ ہوتا بلکہ عبارت مثلاً یوں ہوتی وما انزل من قبلك وما ینزل من بعدك۔ ان آیات کی مزید تفسیر احادیث مبارکہ سے واضح ہوجاتی ہے۔

حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی نے گھر بنایا اور اس کے سجانے اور سنوارنے میں کوئی کمی نہ چھوڑی مگر کسی گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس کے گرد پھرتے اور تعجب سے کہتے، بھلا یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ فرمایا) وہ اینٹ میں ہوں اور میں ہی آخری نبی ہوں۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم شریف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور انبیاء (سابقین) کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی نے گھر بنایا اور اس کے مکمل اور کامل ہونے میں کوئی کمی نہ چھوڑی مگر کسی گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس کے گرد پھرتے اور تعجب سے کہتے! بھلا یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ رسول ﷺ نے فرمایا میں اس اینٹ کی جگہ آیا ہوں اور میں نے انبیاء (کی آمد) کو ختم کردیا۔

(صحیح مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھ پر نبوت ختم کردی گئی۔

(صحیح مسلم شریف)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک رسالت و نبوت ختم ہوگئی میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ ہی نبی۔

(جامع ترمذی شریف)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا ۔۔۔ اور میں تمام انبیاء کے اخیر میں ہوں اور تم بھی آخری امت ہو۔

(سنن ابن ماجہ شریف)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب ہوتا۔(جامع ترمذی شریف)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔(صحیح مسلم شریف، جامع ترمذی شریف)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے گفتگو فرما رہے تھے آپ نے انہیں کسی غزوہ کے موقعہ پر اپنا نائب مقرر کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے۔لیکن تحقیق میرے بعد نبوت نہیں۔(جامع ترمذی شریف)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا بنو اسرائیل میں حکومت پیغمبر کیا کرتے تھے جب ایک نبی کا وصال ہوتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہوتا۔لیکن یاد رکھو میرے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں ہے۔ہاں عنقریب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔

(صحیح بخاری شریف)

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں بھی بالکل واضح ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے زمانہ میں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔مگر تاریخ پر نظر دوڑائیں تو کچھ نام ایسے ملتے ہیں جنہوں نے آخری نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کے زمانہ میں اور آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اپنے آپ کو نبی سمجھا تو یہ کون لوگ ہیں؟ آئیں احادیث مبارکہ کی روشنی میں ان لوگوں کا جائزہ لیتے ہیں چنانچہ نبی غیب داں عالم ما یکون و ماکان حضور ختم المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ

ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور عنقریب میری امت میں تیس کذاب (جھوٹے) ہوں گے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں سب سے آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔(سنن ابی داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ بہت جھوٹے دجال نکل آئیں جو تیس (30) کے قریب ہوں گے ان میں سے ہر ایک رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرے گا۔

(صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف)

رسول اللہ ﷺ نے مسیلمہ کذاب کو اس کے برے انجام کی خبر دی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد کرامت میں مسیلمہ کذاب آ کر کہنے لگا اگر محمد ﷺ مجھے اپنا جانشین مقرر کر دیں تو میں ان کی پیروی کرنے کے لئے تیار ہوں اور اپنی قوم کے بہت سے آدمی لے آیا پس رسول اللہ ﷺ اس کی طرف گئے اور آپ کے ساتھ حضرت ثابت بن قیس تھے اور رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس میں ایک چھوٹی سی لکڑی تھی یہانتک کہ آپ مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچے اور فرمایا اگر تم مجھ سے اس لکڑی کے برابر بھی کوئی چیز مانگو تو تمہیں نہیں دوں گا تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ غلط نہیں ہو سکتا اگر تم نے پیٹھ پھیری (اسلام سے) تو اللہ تعالیٰ تمہیں تباہ و برباد کر دے گا اور بے شک میں تمہیں وہی کچھ دیکھ رہا ہوں جو خواب میں دکھایا گیا تھا۔راوی کا بیان ہے کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے، انہیں دیکھ کر مجھے فکر لاحق ہوئی اس خواب میں میری طرف وحی فرمائی گئی کہ ان پر پھونک ماری تو وہ اڑ گئے۔پس میں نے اس خواب کی تعبیر دو کذاب ٹھہرائے جو میرے بعد نکلیں گے ان میں سے ایک عنسی (اسود) اور دوسرا یمامہ کا رہنے

والا مسیلمہ کذاب ہے۔(صحیح بخاری)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح البخاری میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے متعلق احادیث کتاب المغازی، کتاب التعبیر اور کتاب التوحید میں ذکر کی ہیں۔

اسود عنسی کو فیروز نے قتل کیا اور مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو امیر المؤمنین خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نتائج کی پرواہ کیے بغیر اس کے خلاف لشکر کشی کی اور تب چین کا سانس لیا جب اس جھوٹے نبی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بے شک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شہید ہوئے جن میں سینکڑوں حفاظ قرآن اور جلیل المرتبت صحابہ تھے لیکن امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اتنی قربانی دے کر بھی اس فتنے کو کچلنا ضروری سمجھا۔ آپ نور صدیقیت سے دیکھ رہے تھے کہ اگر ذرا بھی تساہل برتا تو یہ امت سینکڑوں گروہوں میں نہیں سینکڑوں امتوں میں بٹ جائے گی ہر امت کا اپنا نبی ہوگا اور ہر ہر امت اپنے اپنے نبی کی منہ بولی شریعت کو اپنائے گی۔ قارئین کو یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہئے کہ مسیلمہ کذاب، آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی نبوت کا منکر نہیں تھا بلکہ اپنے دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ وہ حضور اکرم ﷺ کی رسالت کو بھی تسلیم کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ظاہری زندگی کے آخری ایام میں اس نے جو عریضہ ارسال خدمت کیا تھا، اس کے الفاظ یہ ہیں۔

من مسیلمة الرسول الی محمد رسول اللہ

کہ یہ خط مسیلمہ کی طرف سے جو اللہ کا رسول ہے محمد رسول اللہ کی طرف لکھا جا رہا ہے

علامہ طبری نے اس امر کی بھی تصریح کی ہے کہ اس کے ہاں جو اذان مروج تھی اس میں **اشھد ان محمد الرسول اللہ** بھی کہا جاتا تھا باایں ہمہ خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو مرتد اور واجب القتل یقین کر کے اس پر لشکر کشی کی اور اس کو واصل جہنم کر کے آرام کا سانس لیا۔

جھوٹے مدعیان نبوت کا انجام

احادیث مبارکہ کی روشنی میں قیامت تک مختلف ادوار میں نبوت کا دعویٰ کرنیوالے کذاب (جھوٹے) ظاہر ہوں گے۔ لہٰذا ہر دور میں ایسے کذاب پیدا ہوئے اور فدائیان ختم نبوت نے ان کذابوں کی گردنیں اڑا کر ان کو واصل جہنم کیا۔

1۔ اسود عنسی (۱۱ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ فیروز دیلمی نے محل میں گھس کر اس کی گردن توڑ کر ہلاک کیا۔ (تفصیل آتی ہے)

2۔ مسیلمہ کذاب (۱۲ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ میں اس کو نیزہ مار کر ہلاک کیا۔ (تفصیل آتی ہے)

3۔ مختار ثقفی (۶۷ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حضرت مصعب بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے جنگ میں مارا گیا۔ (تفصیل آتی ہے)

4۔ حارث کذاب دمشقی (۶۹ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ خلیفہ عبدالملک مروان کے حکم پر ہلاک کیا گیا۔

5۔ مغیرہ عجلی (۱۱۹ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے دور میں امیر عراق خالد بن عبداللہ قسری نے اسے زندہ جلا کر راکھ کر دیا۔

6۔ بیان بن سمعان تمیمی (۱۱۹ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ امیر عراق خالد بن عبداللہ قسری نے اسے زندہ جلا کر راکھ کر دیا۔

7۔ بہا فرید نیشا پوری نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، عبداللہ بن شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے گرفتار کر کے ابو مسلم خراسانی کے دربار میں پیش کیا جنھوں نے تلوار سے اس کا سر قلم کر دیا۔

8۔ اسحاق اخرس مغربی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ خلیفہ ابوجعفر منصور کی فوج سے شکست کھا کر ہلاک ہوا۔

9۔ استاد سیس خراسانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ خلیفہ ابوجعفر منصور کے حکم پر

خازم بن خزیمہ نے اس کی فوج کو شکست دی اور اس کو گرفتار کر کے اس کی گردن اڑا دی۔

10۔علی بن محمد خارجی (۲۰۷ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔خلیفہ معتمد کے زمانے میں موفق نے اس کی فوج کو شکست دے کر اس کا سر کاٹ کر نیزوں پر چڑھایا۔

11۔بابک بن عبداللہ (۲۲۲ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔خلیفہ معتصم کے حکم پر اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر الگ کر کے ہلاک کر دیا۔

12۔علی بن فضل یمنی (۳۰۳ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔بغداد کے لوگوں نے اُس کو زہر دے کر ہلاک کر دیا۔

13۔عبدالعزیز باسندی (۳۳۲ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔لشکر اسلامی نے محاصرہ کر کے شکست دی اور سر کاٹ کر خلیفہ المسلمین کو بھجوا دیا۔

14۔حامیم مجلسی (۳۳۹ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔قبیلہ معمودہ سے احواز کے مقام پر ایک لڑائی میں مارا گیا۔

15۔ابو منصور عیسیٰ برغواطی (۳۲۹ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔بلکین بن زہری سے جنگ میں شکست ہوئی اور ہلاک ہوا۔

16۔اصغر تغلبی (۴۳۹ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔حاکم نصر الدولہ بن مروان نے ایک دستہ بھیج کر اس کو گرفتار کروایا اور جیل میں ڈال دیا جہاں یہ ہلاک ہوا۔

17۔احمد بن قسی (۵۶۰ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔حاکم عبدالمومن نے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا جہاں یہ ہلاک ہوا۔

18۔عبدالحق مرسی (۶۶۸ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔اس نے ایک روز فصد کھلوایا۔قہر الٰہی سے خون بہتا رہا۔یہاں تک کہ ہلاک ہوا۔

19۔عبدالعزیز طرابلسی (۷۱۷ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا،حاکم طرابلس کے حکم پر ایک لشکر نے اس کو گرفتار کر کے واصل جہنم کر دیا۔

سابقہ چاروں صدیوں میں سلاطین اسلام کے باہمی انتشار اور دین سے دوری کی بناء پر ممالک اسلامیہ میں فرنگیوں کا تسلط بڑھ گیا۔اس وجہ سے بایزید روشن ۹۹۰ھ بہاء اللہ نوری ۱۳۰۸ھ اور غلام احمد قادیانی ۱۳۲۶ھ وغیرہ کذاب (جھوٹے مدعی نبوت) سزائے موت سے بچے رہے البتہ قہر الٰہی سے بے نام ونشان مٹ گئے۔

اسود عنسی کا تعارف

اسود عنسی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، یہ شخص کاہن اور شعبدہ باز تھا اور اس کا اصل نام عبہلہ بن کعب بن غوث تھا، ابتدا میں اس کے ساتھ 700 جنگ جو شامل ہو گئے، اس بدبخت نے چند دنوں میں پورے یمن پر قبضہ کر لیا اور اس کی قوت میں بے پناہ اضافہ ہوتا گیا۔جب نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے عاملین کو خطوط روانہ کیے، جن میں اسود عنسی کو قتل کرنے کا حکم جاری فرمایا، چناں چہ آپ ﷺ کے جانثار صحابی حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اس گستاخ کو قتل کر کے اپنے اوپر شفاعت محمدی کو واجب کیا۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اس بات کی خبر دی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ان الفاظ میں خوش خبری سنائی۔فاز فیروز کہ فیروز کامیاب ہوگی۔

طبری نے اسود عنسی ---- جس نے یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا---- کے بارے میں سیف سے کئی روایتیں نقل کی ہیں ہم ان روایتوں کے خلاصہ کو ذیل میں درج کرتے ہیں:

جب اسود عنسی نبوت کا دعویٰ کر کے یمن پر مسلط ہوا تو اس نے یمن کے ایرانی بادشاہ شہر بن باذان کو قتل کیا اور اس کی بیوی کے ساتھ شادی کی یمن میں مقیم ایرانیوں کی سرپرستی کو کمانڈر فیروز اور آزاد بہ نامی دو ایرانی نسل اشخاص کے ذمہ رکھی اور اپنے تمام فوجیوں کے کمانڈران چیف کے طور پر قیس بن عبدیغوث کو منصوب کیا۔

رسول اکرم ﷺ نے مدینہ سے ان تین افراد کے نام خط لکھا اور حکم دیا کہ اسود عنسی سے جنگ کریں اور اسے جنگ یا مکر وفریب کے ذریعہ نابود کریں اور ایرانیوں کو اس کے

شر سے نجات دلائیں انہوں نے بھی نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق آپس میں اتحاد کیا تھا کہ نیرنگ کے ذریعہ اسود کو نابود کریں لیکن اسود کو شیطان نے اسے اس روداد سے آگاہ کر دیا لہٰذا اسود نے قیس کو اپنے پاس بلا کر کہا۔

قیس! یہ میرا فرشتہ کیا کہتا ہے؟

قیس نے کہا: کیا کہتا ہے؟

اسود: میرا فرشتہ کہتا ہے تم نے اس قیس کا اتنا احترام کیا ہے اور اسے لشکر کے کمانڈری اور اعلیٰ عہدہ تک ترقی دیدی ہے یہاں تک کہ احترام وشخصیت میں تمہارا اہم پلہ بن گیا اب اس نے تیرے دشمن کے ساتھ ہاتھ ملا کر فیصلہ کیا ہے کہ تیری سلطنت کو نابود کردے اور اس نے اپنے دل میں مکر وحیلہ چھپا رکھا ہے۔

اس کے بعد اسود نے کہا: یہ فرشتہ مجھ سے کہتا ہے: اے اسود! اے اسود! اے بدبخت اے بدبخت! قیس کے سر کو تن سے جدا کردو! ورنہ وہ تجھے قتل کر ڈالے گا اور تیرے سر کو قلم کردے گا۔

قیس نے کہا: تیری جان کی قسم اے اسود! میرے دل میں تیرا مقام اور منزلت اس سے بالاتر ہے کہ تیرے بارے میں برا سوچوں اور تیری نسبت خیانت کروں۔

اسود: اے مرد تم کتنے ظالم ہو کہ میرے فرشتہ کو بھی جھٹلاتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ اب اپنے عمل سے پشیمان ہوئے ہو اور جو کچھ مجھے میرے فرشتہ نے خبر دی ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ میرے بارے میں بدنیتی سے منصرف ہوئے ہو۔

سیف یہاں پر اسود کے اسی شیطان کو فرشتہ کے نام سے یاد کیا ہے اور روایت کرتا ہے کہ وہ تمام روداد کے بارے میں اسود کو خبر دیتا تھا۔

سیف کہتا ہے قیس اسود کی مجلس سے اٹھ کے چلا گیا اور اس روداد کو اپنے دوستوں اور ان افراد کے سامنے تفصیلاً بیان کیا جن کے ساتھ اس نے اسود کو قتل کرنے کا منصوبہ مرتب کیا تھا۔

اسود نے دوسری بار قیس کو اپنے پاس بلا کر کہا:

کیا میں نے تجھے تیرے کام کی حقیقت کے بارے میں آگاہ نہیں کیا؟ لیکن تم نے مجھ سے جھوٹ کہا اب پھر فرشتہ مجھ سے کہتا ہے: اے بدبخت اے بدبخت اگر قیس کے ہاتھ کو نہ کاٹو گے تو وہ تیرے سر کو قلم کر کے رکھ دے گا!

قیس نے کہا: میں تجھے ہرگز قتل نہیں کروں گا، تم خدا کے پیغمبر ہو لیکن تم میرے بارے میں جو مصلحت سمجھتے ہو اسے انجام دو کیونکہ ترس واضطراب کی حالت میں سر قلم ہونا میرے لئے ناگوار ہے حکم دو تا کہ مجھے قتل کر ڈالیں کیونکہ میرے لئے ایک بار مرنا اس سے بہتر ہے کہ ہر روز خوف و ہراس سے مروں اور پھر زندہ ہو جاؤں نیز ذلت کی زندگی سے مرنا بہتر ہے۔

سیف کہتا ہے: اسود کو قیس کی اس بات کا اثر ہوا اور اس کے لئے اس کے دل میں رحم پیدا ہوا اور اسے آزاد کر دیا۔

سیف اضافہ کرتا ہے کہ اسود نے حکم دیا اور ایک سو گائے اور اونٹ حاضر کئے گئے اس کے بعد اس کے سامنے زمین پر ایک سیدھا خط کھینچا اور خود اس خط کے مقابلہ میں کھڑا رہا اور اونٹوں کو اسی خط کے پیچھے رکھا اور اُن کے بعد ان اونٹوں کے ہاتھ پاؤں باندھے بغیر انھیں نحر کر دیا۔ لیکن ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ نے بھی اس کے معین کردہ خط سے آگے قدم نہیں بڑھایا اور ان سب نے اسی خط کے پیچھے جان دیدی۔

سیف کہتا ہے: اس دن سے وحشتناک دن نہیں دیکھا گیا کہ ان سب اونٹوں کو جو آزاد تھے ایک ساتھ نحر کر دیا گیا اور ان میں سے ایک نے بھی خط سے آگے قدم نہیں بڑھایا بلکہ اس خط کے پیچھے تڑپتے ہوئے جان دیدی۔

سیف دوبارہ اسود کے قتل کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے:

آخر کار ان تین افراد جنھوں نے اسود کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا تھا اس کی بیوی کو بھی

اپنا ہم نوا بنالیا اور فیصلہ کیا کہ اسکی مدد اور تعاون سے رات کے وقت اسود کو قتل کر ڈالیں گے جب وہ اسود کی خواب گاہ میں داخل ہوئے تو فیروز نے اسے قتل کرنے میں پیش قدمی کی اسود کو شیطان نے بیدار کیا اور دشمن کے داخل ہونے کے بارے میں اسے اطلاع دی چونکہ اسود اس وقت گہری نیند میں سویا ہوا تھا اس لئے آسانی کے ساتھ بیدار نہ ہوا۔ لہٰذا شیطان خود فیروز کو وحشت میں ڈالنے کیلئے اسود کے روپ میں اس سے مخاطب ہوا اور کہا: فیروز تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ جب فیروز نے یہ جملہ سنا تو اس نے اسود کی گردن پر ضرب لگائی اور وہ دم توڑ بیٹھا۔

سیف کہتا ہے: اس کے بعد فیروز کے دوسرے ساتھی داخل ہوئے تا کہ اسود کے سر کو تن سے جدا کریں۔ لیکن اسود کا شیطان اس کے بے جان بدن میں داخل ہوا اور اسے حرکت دیتے ہوئے اس کے سر کو تن سے جدا کرنے میں رکاوٹ ڈالتا تھا ان میں سے دو افراد اسود کی پیٹھ پر سوار ہوئے اور اس کی بیوی نے اس کے سر کے بال مضبوطی سے پکڑ لئے تا کہ وہ حرکت نہ کر سکے شیطان اسکے اندر سے نامفہوم باتیں کر رہا تھا۔ آخر کار، چوتھے شخص نے اس کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔ اس وقت اسود کے اندر سے ایک خوفناک آواز اور نعرہ بلند ہوا جو گائے کی آواز سے مشابہت رکھتا تھا اور اس دن تک ایسی وحشتناک آواز نہیں سنی گئی تھی۔ یہ آواز اس اسود کے شیطان کی تھی جو اس کے اندر سے پکار رہا تھا یہ آواز جب محافظوں کے کانوں تک پہنچی تو وہ کمرے کے دروازے تک آ گئے اور شور وغل کا سبب پوچھا اسود کی بیوی نے کہا : کوئی خاص بات نہیں ہے، پیغمبر پر وحی نازل ہو رہی تھی، وہ ختم ہو گئی۔

جب اذانِ فجر میں موذن نے ایک شہادت کا اضافہ کر کے کہا "اشھد ان عیلۃ کذاب" تو سب کو قتل کی اطلاع ہو گئی اور اس کے پیروکار میں سے بہت سے مارے گئے اور بہت سے مشرف باسلام ہو گئے۔

فوراً یہ خوشخبری مدینہ بھیجی گئی مگر جب تک حضور ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔ رحلت

سے ایک رات پہلے بذریعہ وحی الٰہی آپ ﷺ نے ارشاد فرما دیا تھا کہ آج رات اسود عنسی مارا گیا ہے اور ایک مردِ مبارک نے اسے مارا ہے، اس کا نام فیروز ہے۔ پھر فرمایا "فاز فیروز" کہ فیروز کامیاب ہو گیا۔ اس طرح یہ ناپاک مدعی نبوت انجام کو پہنچا۔

یاد رہے

یاد رہے کہ اسود عنسی سب سے پہلا جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ جس کی شعبدہ بازی کے دور دور تک چرچے تھے۔ کہانت میں کوئی اس کا ثانی نہ تھا۔ لوگ اس کے شعبدوں کو دیکھ کر اس قدر مانوس ہو چکے تھے کہ جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو بہت سے اس کے پیروکار بن گئے، یہاں تک کہ نجران اور مذحج جیسے قبائل بھی اس کے دھوکے میں آ گئے اور اس نے اپنی جھوٹی نبوت کا پرچار یمن کے قبیلوں میں شروع کر دیا۔

یہ عنس بن قدحج سے منسوب تھا اس کا نام عیلہ تھا۔ اسے "ذوالخمار" بھی کہتے تھے اور ذوالحمار بھی۔ ذوالخمار کہنے کی وجہ تو یہ تھی کہ یہ اپنے منہ پر دوپٹہ ڈالا کرتا تھا جبکہ ذوالحمار کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کہا کرتا تھا کہ جو شخص مجھ پر ظاہر ہوتا ہے وہ گدھے پر سوار ہو کر آتا ہے۔

ارباب سیر کے نزدیک یہ کاہن تھا اور اس سے عجیب وغریب باتیں ظاہر ہوتی تھیں یہ لوگوں کو اپنی چرب زبانی سے گرویدہ کر لیا کرتا تھا اس کے ساتھ دو ہمزاد شیطان تھے جس طرح کاہنوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔

صاحب معارج النبوت کا بیان

اس کا قصہ یوں ہے کہ فارس کا ایک باشندہ باذان' جسے کسریٰ نے یمن کا حاکم بنایا تھا' نے آخری عمر میں توفیق اسلام پائی اور سرکار ﷺ نے اسے یمن کی حکومت پر برقرار رکھا اس کی وفات کے بعد حکومت یمن کو تقسیم کر کے کچھ اس کے بیٹے شہر بن باذان کو دی اور کچھ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو مرحمت

فرمائی اس علاقے میں اسود عنسی نے خروج کیا اور شہر بن باذان کو قتل کر دیا اور مرزبانہ جو کہ شہر کی بیوی تھی اسے کنیز بنا لیا فردہ بن مسیک نے جو کہ وہاں کے عامل تھے اور قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے حضور ﷺ کو ایک خط لکھ کر مطلع کیا حضرت معاذ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما اتفاق رائے سے حضر موت چلے گئے۔

جب یہ خبر سرکار ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے اس جماعت کو لکھا کہ تم اکٹھے ہو کر جس طرح ممکن ہو اسود عنسی کے شر و فساد کو ختم کرو اس پر تمام فرمانبرداران نبوت ایک جگہ جمع ہوئے اور مرزبانہ کو پیغام بھیجا کہ یہ اسود عنسی وہ شخص ہے جس نے تیرے باپ اور شوہر کو قتل کیا ہے اس کے ساتھ تیری زندگی کیسے گزرے گی اس نے کہلوایا میرے نزدیک یہ شخص مخلوق میں سب سے زیادہ دشمن ہے مسلمانوں نے جواباً پیغام بھیجا کہ جس طرح تمہاری سمجھ میں آئے اور جس طرح بن پڑے اس ملعون کے خاتمہ کی سعی کرو چنانچہ مرزبانہ نے دو اشخاص کو تیار کیا کہ وہ رات کو دیوار میں نقب لگا کر اسود کی خواب گاہ میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیں ان میں سے ایک کا نام فیروز دیلمی تھا جو مرزبانہ کا چچازاد اور نجاشی کا بھانجا تھا انہوں نے دسویں سال مدینہ منورہ حاضر ہو کر اسلام قبول کیا تھا رضی اللہ عنہ۔ اور دوسرے شخص کا نام دادویہ تھا بہر حال جب مقررہ رات آئی تو مرزبانہ نے اسود کو خالص شراب کثیر مقدار میں پلا دی جس سے وہ مدہوش ہو گیا فیروز دیلمی نے اپنی ایک جماعت کے ساتھ نقب لگائی اور اس بدبخت کو قتل کر دیا اس کے قتل کرتے وقت گائے کے چلانے کی طرح بڑی شدید آواز آئی اس کے دروازے پر ایک ہزار پہرے دار ہوا کرتے تھے وہ آواز سن کر اس طرف لپکے مگر مرزبانہ نے انہیں یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ خاموش رہو تمہارے نبی پر وحی آ رہی ہے۔ ادھر حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو مدینہ میں پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ آج رات اسود عنسی مارا گیا ہے اور ایک مرد مبارک نے جو کہ اس کے اہلبیت سے ہے اس نے اسے قتل کیا ہے اس کا نام فیروز ہے اور فرمایا "فاز فیروز" یعنی فیروز کامیاب ہوا۔ (مدارج النبوۃ مترجم ج دوم)

مسیلمہ کذاب

قبیلہ بنو حنیفہ کے ایک بدبخت مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کے وصال شریف کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا تو آپ نے منصب خلافت سنبھالتے ہی سب سے پہلے مسیلمہ کذاب کے خلاف لشکر روانہ کیا، لیکن پہلے لشکر کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا، اس طرح دوسرے لشکر کو بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، حضرت خالد بن ولید کو سپہ سالار بنا کر تیسرا لشکر روانہ کیا گیا، پھر دونوں لشکروں کی آپس میں زبردست جنگ ہوئی اور بالآخر لشکر اسلام کو فتح عظیم نصیب ہوئی صرف اس جنگ میں 1200 صحابہ شہید ہوئے اور مدمقابل مسیلمہ کذاب سمیت اس کے 27 ہزار حواریوں کو جہنم واصل کیا گیا۔ (تفصیل ملاحظہ ہو)

دوسرا جھوٹا مدعیٔ نبوت مسیلمہ کذاب تھا

اس کا نام مسیلمہ بن ثمالہ تھا۔ اختلافِ روایت سن نو ہجری یا دس ہجری میں نجد کے وفد بنو حنیفہ کے ساتھ یہ بھی مدینہ آیا۔ اس کے سوا تمام ارکان وفد نے حاضر دربارِ رسالت ہو کر اسلام قبول کر لیا مگر یہ محروم رہا۔ حضور ﷺ نے اس کی قیام گاہ پر جا کر فرمایا "اگر تو میرے بعد زندہ رہا تو حق تعالیٰ تجھے ہلاک فرمائے گا"

ایک دوسری روایت کے مطابق یہ بھی مسلمان ہو گیا تھا مگر نجد جا کر مرتد ہو گیا اور نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا۔ شراب و زنا کو حلال کیا، نماز کی فرضیت ساقط کر دی۔ یہ ایک بوڑھا اور انتہائی مکار انسان تھا۔

جھوٹا نبوت کا اعلان کرتے ہوئے کہا: مجھے محمد (ﷺ) نے شریکِ رسالت کر لیا ہے۔ اس کی خود ساختہ نبوت کا فتنہ کافی عرصہ تک رہا جس کو بڑے بڑے صحابہ نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر جڑ سے اکھاڑ دیا۔ جس وقت اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کی عمر سو سال سے بھی زیادہ ہو چکی تھی۔ 10 ہجری کے آخر میں اس نے ایک خط آپ کی خدمت میں بھیجا، جس کے الفاظ کچھ یوں تھے مسیلمہ رسول (نعوذ باللہ) کی طرف سے

محمد رسول (ﷺ) کی طرف، میں رسالت میں تمہارا شریک کیا گیا ہوں۔ آدھی زمین ہماری ہے اور آدھی قریش کی، مگر قریش ایسی قوم ہے جو ظلم کرتی ہے۔ جس کا جواب آپ نے ان الفاظ میں دیا شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ محمد رسول اللہ (ﷺ) کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام۔ بعد حمد سلام ہو اس پر جو راہ راست کی پیروی کرے۔ پھر یہ تحقیق ہے کہ ساری زمین اللہ کی ہے، اپنے بندوں میں سے وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور عاقبت پرہیزگاروں کے حصے میں ہے۔

آقا کریم ﷺ کی حیات میں یہ مسئلہ کسی نہ کسی طرح چلتا رہا، مگر آپ کے وفات پاتے ہی مسیلمہ کذاب نے اپنے پر پوری طرح کھول دیئے۔ لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت کی طرف راغب کرنے کیلئے دین اسلام میں بہت سی ایسی تبدیلیاں کیں جو لوگوں کی نفسانی خواہشات کے عین مطابق تھیں تاکہ عوام کی اکثریت اس کی خانہ ساز نبوت پر ایمان لے آئے۔ چنانچہ اس نے شراب حلال کر دی' زنا کو مباح کر دیا، نکاح بغیر گواہوں کے جائز کر دیا' ختنہ کرنے کو حرام کر دیا' ماہ رمضان کے روزے ختم کر دیئے' تمام سنتیں' نوافل وغیرہ ختم کر دیں' صرف فرض نماز باقی رکھی۔

مسیلمہ کذاب کی پذیرائی کو دیکھ کر دوسرے مزید بدباطن لوگوں کو بھی دعویٰ نبوت کی جرات ہوئی جس میں طلیحہ اسدی بھی تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فراست ایمانی سے آغاز خلافت ہی میں ان تمام ہنگاموں کی قوت کا پورا اندازہ لگا لیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا تقرر طلیحہ مدعی نبوت کے مقابلے میں کیا۔ طلیحہ اسدی کے ساتھ قبیلۂ طئے کا بڑا مجمع بھی تھا، اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ جو قبیلہ طئے ہی سے تعلق رکھتے تھے، کو اول اپنے قبیلے کی طرف روانہ کیا کہ ان کو سمجھا کر تباہی سے بچائیں۔ انہوں نے اپنے قبیلے کو بہت سمجھایا جس کے نتیجے میں انہوں نے جھوٹے نبی کی حمایت ترک کر کے خلیفۂ اسلام کی اطاعت قبول کی۔ اس طرح یہ مہم بغیر خون ریزی کے طے ہو گئی۔

اسی طرح حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے سمجھانے سے قبیلۂ جدیلہ نے بھی اطاعت قبول کر لی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب طلیحہ اسدی کی سرکوبی کیلئے لشکر لے کر آگے بڑھے تو ان کے ساتھ قبیلۂ طئے کے ایک ہزار سوار بھی نصرت اسلام کیلئے کمر بستہ تھے۔ طلیحہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں شکست کھائی اور ایک طرف بھاگ گیا، وہاں پہنچ کر دوبارہ اسلام لایا۔ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تمام فتنوں کی سرکوبی کیلئے مجموعی طور پر گیارہ لشکر ترتیب دیئے تھے، اس میں ایک دستہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل کی قیادت میں مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کیلئے یمامہ کی طرف روانہ کیا اور ان کی مدد کیلئے حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ بن حسنہ کو کچھ فوج کے ساتھ ان کے پیچھے روانہ کر دیا تھا اور عکرمہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جب تک دوسرا لشکر آپ تک نہ پہنچے حملہ نہ کرنا، حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کی آمد سے پہلے ہی حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو شکست ہوئی اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب ان کی شکست کی خبر ملی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو (جو کہ بنی طئی کی مہم سے فارغ ہو چکے تھے) مسیلمہ کے خلاف معرکہ آراء ہونے کا حکم دیا پورا ایک لشکر ان کیلئے ترتیب دیا جس میں مہاجرین پر حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ (فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بھائی) اور انصار پر حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ یمامہ پہنچے تو مسیلمہ کذاب کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار تک پہنچ چکی تھی جبکہ مسلمانوں کا لشکر 13 ہزار نفوس پر مشتمل تھا۔ مسیلمہ کذاب نے جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی آمد کی اطلاع سنی تو آگے بڑھ کر عقربا نامی مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ اسی میدان میں حق و باطل کا مقابلہ ہوا۔ اس جنگ میں بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، جن میں ثابت بن قیس، حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہما وغیرہ شامل ہیں۔

مسیلمہ اس جنگ کے دوران ایک باغ میں قلعہ بند چھپا رہا۔ آخر کار اپنے خاص دستے کو لے کر میدان میں کود پڑا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی رضی اللہ عنہ نے، جو اب مسلمان ہو چکے تھے اپنا مشہور نیزہ پوری قوت سے مسیلمہ پر پھینکا جس کی ضرب فیصلہ کن ثابت ہوئی اور مسیلمہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ قریب ہی ایک انصاری صحابی کھڑے تھے، انہوں نے اس کے گرتے ہی اس پر پوری شدت سے تلوار کا وار کیا جس سے مسیلمہ کا سر کٹ کر دور جا گرا۔ اس سے مسلمانوں کا جذبہ اور بلند ہو گیا اور انہوں نے پورے زور سے دوسرا حملہ کیا یہاں تک کہ مسیلمہ کے چالیس ہزار کے لشکر جرار میں سے تقریباً 21 ہزار افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔

منکر کے لئے نارِ جہنم ہے مناسب' جو آپ سے جلتا ہے وہ جل جائے تو اچھا

مسلمانوں میں سے صرف 660 آدمی شہید ہوئے۔ مسیلمہ کذاب کی موت کے بعد اس کا قبیلہ بنی حنیفہ صدق دل سے دوبارہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ جنگ (یمامہ) جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف آخری معرکہ تھا جس کے بعد دور صدیقی میں کسی اور شخص کو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے کی ہمت نہ ہو سکی۔

حبیب بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مسیلمہ کذاب سے جرأت مندانہ گفتگو

رسول اللہ (ﷺ) کے صحابی حضرت حبیب بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسیلمہ کے پاس تشریف لے گئے۔ یہ مشہور صحابیہ ام عمارہ سیدہ نسیبہ بنت کعب کے صاحبزادے تھے۔ ان کے پاس اللہ کے رسول (ﷺ) کا نامہ مبارک تھا۔ مسیلمہ نے ان کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دی مگر انہوں نے بڑی جرات اور قوت کے ساتھ اس کی دعوت کو رد کر دیا۔ اس کے منہ پر صاف کہہ دیا کہ وہ اس کو نبی تسلیم نہیں کرتے۔ مسیلمہ نے ان پر تشدد و تعذیب کا حکم جاری کیا۔ ان کو بری طرح مارا اور پیٹا گیا۔ یہ تعذیب اتنی سخت تھی کہ اسے کوئی صاحب ایمان اور صاحب عقیدہ شخص ہی برداشت کر سکتا ہے۔ اس مار پیٹ کے بعد انہیں ایک بار پھر مسیلمہ کے روبرو پیش کیا جاتا ہے۔ ان

دونوں کے درمیان کچھ اس طرح مکالمہ ہوتا ہے۔

مسیلمہ کذاب: اَتَشْهَدُ اَنِّی رَسُولُ اللّٰهِ ؟ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

حبیب بن زید: لَا اَسْمَعُ مجھے تمہاری بات سنائی نہیں دے رہی۔

مسیلمہ کذاب: اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ ؟ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟

حبیب بن زید: اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُولُ اللّٰهِ ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

مسیلمہ کذاب : کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

حبیب بن زید : میں نے تمہاری بات نہیں سنی۔

مسیلمہ کذاب : کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟

حبیب بن زید: ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

مسیلمہ غصے سے بے قابو ہو جاتا ہے کہ جب میں اپنے رسول ہونے کی بات کرتا ہوں تو تو کہتا ہے: میرے کان تمہاری بات نہیں سنتے اور جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے کی بات کرتا ہوں تو کہتا ہے: ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

وہ غصے سے دھاڑتے ہوئے بولا: حبیب کے جسم کا ایک ایک حصہ میرے سامنے کاٹا جائے۔ جلاد آگے بڑھتا ہے، اس مظلوم کے جسم کو کاٹنا شروع کر دیتا ہے۔ مسیلمہ کہہ رہا ہے: اب بھی باز آ جاؤ، تمہاری جان بچ سکتی ہے مگر حبیب بن زید کا ایمان تو کوہ ہمالیہ سے بھی بلند و بالا ہے۔ فرماتے ہیں: یہ تو ایک جان ہے اگر ایسی ہزاروں جانیں ہوں تو

وہ بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر قربان ہیں۔ جسم کے اعضاء کٹ کٹ کر گر رہے ہیں مگر ان کی زبان سے بلند آواز میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے مقدس کلمات جاری ہیں۔ بقول حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ۔

یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
تیرے نام پر سب کو وارا کروں میں

قارئین کرام! ایسے ہی مواقع پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی نصرت اور مدد فرماتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا) جن لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر استقامت اختیار کی۔ جسم کا ایک ایک عضو کٹ جائے پروا نہیں ہے۔ جان تو ایک ہی بار نکلنی ہے پھر ہمیشہ ہمیشہ کی جنتیں ہیں۔ پھر اس استقامت اختیار کرنے والوں کو صلہ یہ ملتا ہے: (تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ) ان پر رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ جو ان کو خوشخبریاں دیتے ہیں اور کہتے ہیں: (اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ) ڈرو نہیں غم نہ کرو، تمہیں ہم اس جنت کی بشارت دیتے ہیں جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

حبیب صبر و استقامت کا پہاڑ بنے ہوئے ہیں۔ ایک متکبر، باغی اور طاغی کی پوری قوت اور طاقت بھی انہیں عقیدہ ختم نبوت سے پیچھے نہیں ہٹا سکی۔ بلاشبہ سیدنا حبیب شہید ہو گئے مگر آنے والی نسلوں کو یہ پیغام دے گئے کہ ختم نبوت کے لیے بڑی سے بڑی قربانی بھی دی جا سکتی ہے۔

سیدنا حبیب بن زید کی والدہ سیدہ نسیبہ

بڑی ہی عظیم خاتون تھیں۔ یہ کوئی عام خاتون نہ تھیں۔ غزوہ احد میں اللہ کے رسول (ﷺ) کا دفاع کرنے والوں میں مردوں کے شانہ بشانہ ام عمارہ نسیبہ بنت کعب بھی پیش پیش تھیں۔ وہ چند مسلمانوں کے درمیان لڑتی ہوئی ابن قمئہ کے سامنے آ گئیں، اس نے ان کے کندھے پر تلوار ماری جس سے ان کو گہرا زخم آیا۔ انہوں نے ابن

قمئہ کو اپنی تلوار کی کئی ضربیں لگائیں لیکن وہ دشمن خدا دو زرہیں پہنے ہوئے تھا۔ انہیں اس روز بارہ زخم آئے۔ سیدنا حبیب بن زید انصاری کو جنم دینے والی یہ خاتون بڑی عظیم ماں تھیں۔ جب انھیں مسیلمہ کے ہاتھوں اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر ملی تو ام عمارہ نہ روئیں نہ چلائیں۔ انہوں نے بڑے عزم اور جرات کے ساتھ فرمایا تھا:

لِمِثْلِ هٰذَا اَعْدَدْتُهٗ وَعِنْدَ اللّٰهِ احْتَسَبْتُهٗ

اسی طرح کے کارناموں کے لیے تو میں نے اپنے بیٹے کو تیار کیا تھا۔
میں تو اپنے رب تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھتی ہوں۔

قارئین کرام! یہ عظیم ماں اپنے بیٹے حبیب پر ہونے والے ظلم و ستم کو کبھی بھولی نہیں۔ جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ معرکہ یمامہ کے لیے روانہ ہوئے تو لشکر اسلامی کے ساتھ یہ عظیم ماں بھی اپنے دوسرے بیٹے عبداللہ بن زید کے ساتھ مدینہ سے نجد کا سفر کرتی ہیں۔ وہ اپنی آنکھوں سے بیٹے کے قاتل کا انجام دیکھنا چاہتی تھیں۔ بالآخر وہ دن آ پہنچا جب مرتدین کے سرغنہ اور ختم نبوت کے باغی بنو حنیفہ کے سردار مسیلمہ کذاب کو قتل کیا جاتا ہے۔ ان کا بیٹا عبداللہ اس دشمن دین کو جہنم رسید کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ مسیلمہ کو اس کے برے انجام تک پہنچانے والے گروہ صحابہ میں یہ بھی شامل تھے۔ سیدہ ام عمارہ نسیبہ بھی اس معرکہ میں شدید زخمی ہوتی ہیں۔ اس معرکہ میں ان کا ایک ہاتھ کٹ جاتا ہے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے علاج کے لیے خصوصی طبیب بھیجا جس نے ان کے بازو کو گرم تیل میں داغا۔ سیدہ اپنے انہی زخموں کی تاب نہ لاتی ہوئی کم و بیش ایک سال کے بعد سیدنا عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دور میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوتی ہیں۔

قارئین کرام! اوپر والا واقعہ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مسلمانوں نے شروع دن ہی سے بڑی بڑی عظیم الشان قربانیاں دی ہیں۔

مسیلمہ کا فتنہ روز بروز بڑھتا ہی چلا گیا۔ بالآخر یہ شخص اپنی قوم کا ہیرو بن جاتا

ہے۔ جب اس نے شراب اور زنا کو حلال کیا تو اس کا اپنی قوم میں احترام مزید بڑھ گیا۔ یہ بدبخت اس وقت سو سال سے زیادہ عمر کا تھا مگر اس کے باوجود بڑا قوی البدن تھا۔ عمر کے اس حصہ میں بھی یہ قیادت اور سیادت کا متمنی تھا۔ اس کی قوم میں عصبیت اس حد تک آ گئی کہ اس کے قبیلے کے ایک سردار طلحہ النمری نے ایک دن مسیلمہ سے پوچھا: تمہارا اور تمہاری وحی کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھے وحی اندھیرے میں آتی ہے۔ تو طلحہ النمری نے اسے کہا:

اَشْهَدُ اَنَّكَ كَاذِبٌ وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَادِقٌ، وَلٰكِنْ كَذَّابُ رَبِيْعَةَ اَحَبُّ اِلَيْنَا مِنْ صَادِقِ مُضَرَ

میں گواہی دیتا ہوں کہ تم جھوٹے ہو اور محمد (ﷺ) سچے ہیں لیکن ربیعہ قبیلے کا جھوٹا نبی ہمیں مضر قبیلے کے سچے نبی سے زیادہ پسند ہے۔

قارئین کرام کی دلچسپی اور معلومات کے لیے عرض ہے کہ اللہ کے رسول (ﷺ) کا تعلق عرب قبائل کے مشہور سلسلے بنو مضر سے تھا اور بنو حنیفہ جو مسیلمہ کذاب کا قبیلہ تھا اس کا تعلق دوسری مشہور شاخ بنو ربیعہ سے تھا۔

مسیلمہ کو اپنی قوم میں اتنی عزت اور شہرت ملی کہ اسے یمامہ کا رحمٰن کہا جانے لگا۔ اس نے اسی دوران اللہ کے رسول (ﷺ) کو ایک خط بھی لکھا: اے محمد! مجھے اس کام میں آپ کے ساتھ شریک کر دیا گیا ہے۔ آدھی حکومت ہمارے لیے اور آدھی حکومت قریش کے لیے ہے۔ اللہ کے رسول (ﷺ) نے اسے جواب میں لکھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابِ، اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے، محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام، اما بعد، جان لو کہ زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا

ہے اور انجام متقین ہی کے حق میں ہوگا۔

مسیلمہ کذاب نے اپنے ماننے والوں کو متاثر کرنے کے لیے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اس پر بھی وحی نازل ہوتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: میں بنو حنیفہ کی ایک مسجد کے پاس سے گزرا تو وہ ایسی قرأت پڑھ رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے محمد (ﷺ) پر نہیں اُتاری۔ قرآن پاک کے بے شمار اعجازات میں یہ بھی شامل ہے کہ اس کا چیلنج ہے کہ ساری دنیا کے جن و انس مل کر بھی قرآن کریم کی ایک سورت نہیں بنا سکتے۔ اب ذرا قرآن کے مقابلے میں جو ہفوات مسیلمہ نے بیان کیں آیئے ان کی ایک جھلک دیکھتے ہیں۔ غالباً یہ سورت العادیات کے مقابلہ میں بنائی گئی عبارت تھی۔

اور قسم ہے اچھی طرح پیسنے والیوں کی اور آٹا گوندھنے والیوں کی اور روٹی پکانے والیوں کی اور ثرید بنانے والیوں کی اور لقمے لینے والیوں کی۔ ذرا ان الفاظ پر غور کریں۔ کیا ان میں کوئی معنی و مفہوم پایا جاتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اس کے ان ہفوات کو ذرا سی بھی سمجھ بوجھ رکھنے والے افراد نے فوری طور پر رد کر دیا۔ سیدنا عمرو بن العاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے دور کے نہایت ذہین و فطین شخص تھے۔ اسلام لانے سے قبل زمانہ جاہلیت میں وہ مسیلمہ کے پاس گئے تو اس نے عمرو سے پوچھا: ذرا بتائیں اس وقت تمہارے ساتھی پر کیا کلام اترا ہے؟ عمرو بن العاص نے کہا: ایک مختصر مگر نہایت بلیغ اور جامع سورت ان پر نازل ہوئی ہے۔ اس نے کہا: ذرا سناؤ وہ کیا ہے۔ انہوں نے سورۃ العصر سنا دی۔ مسیلمہ نے کچھ دیر سوچا پھر سر اٹھایا اور کہنے لگا: مجھ پر بھی اس جیسی ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ عمرو نے اس سے پوچھا: وہ کیا ہے؟ مسیلمہ نے کہا: وہ اس طرح ہے: يَا وَبْرُ يَا وَبْرُ اِنَّمَا اَنْتَ اُذُنَانِ وَصَدْرٌ وَسَائِرُكَ حَفْرٌ نَقْرٌ مسیلمہ نے داد طلب نگاہوں سے عمرو بن العاص کی طرف دیکھا اور کہا: ہاں عمرو! تمہارا اس سورت کے بارے میں کیا خیال ہے؟ عمرو نے کہا: وَاللّٰهِ! اِنَّكَ لَتَعْلَمُ اَنِّيْ اَعْلَمُ اَنَّكَ

تکذِبُ اللہ کی قسم! تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ میں جانتا ہوں کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اس پر مسیلمہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس بنو حنیفہ کا ایک وفد آیا تو خلیفۃ الرسول (ﷺ) کے اصرار پر انہوں نے آپ کو مسیلمہ کا کچھ کلام سنایا: اے مینڈک کی جو دو مینڈکوں کی بیٹی ہے۔ تمہارے لیے پانی صاف ہے۔ تم پانی کو گدلا نہیں کرتی ہو۔ نہ پینے والے کو منع کرتی ہو۔ تمہارا سر پانی میں اور دم کیچڑ میں ہوتی ہے۔

اب اس قسم کی لایعنی اور فضول گفتگو کو کونسی عقل سلیم ہے جو تسلیم کرے مگر شیاطینِ جن وانس ان چیزوں کو اتنا مزین کر کے پیش کرتے ہیں کہ بعض سمجھدار لوگ بھی راہ راست سے بھٹک جاتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ہر نماز میں سورۃ الفاتحہ لازمی طور پر پڑھیں اور اس میں ہمیں یہ دعا سکھائی ہے: (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ) اے اللہ! ہمیں سیدھی راہ دکھا۔

مسیلمہ کذاب نے معجزے دیکھائے مگر......

مسیلمہ نے رسول اللہ (ﷺ) کی نقالی کرنے کی پوری کوشش کی۔ اسے کسی نے بتایا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے کسی کنویں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا تو اس کا پانی میٹھا اور زیادہ ہوگیا۔ اب اس نے بھی ایک کنویں میں تھوکا تو اس کا پانی مکمل طور پر خشک ہوگیا۔

ایک اور کنویں میں تھوکا تو اس کا پانی کڑوا ہوگیا۔

مسیلمہ نے وضو کیا اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے کھجور کے ایک درخت کو سیراب کیا تو وہ خشک ہوگیا۔

اس نے سنا کہ رسول اللہ (ﷺ) بچوں کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرتے ہیں تو اس نے بھی حکم دیا کہ اس کے پاس بچے لائے جائیں۔ اس کے پاس بچے لائے گئے اس نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ گنجے ہوگئے اور بعض کی زبان ہکلانے لگی۔

ایک ایسا شخص لایا گیا جس کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ مسیلمہ نے اس کی

آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ اندھا ہوگیا۔

بعض اوقات علاقائی تعصب انسان کو اندھا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ حق سے محروم ہوجاتا ہے۔ مثلاً سیف بن عمر یمامہ آیا تو اس نے پوچھا: مسیلمہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: خاموش ہوجاؤ رسول اللہ کہو۔ اس نے کہا جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں رسول اللہ نہ کہوں گا۔ جب اس نے مسیلمہ کو دیکھا تو کہا: کیا تم مسیلمہ ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس نے پوچھا کہ تمہارے پاس کون آتا ہے۔ اس نے کہا: رجس اس نے پوچھا: نور میں آتا ہے یا ظلمت میں؟ اس نے کہا: ظلمت میں۔ اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم کذاب ہو اور محمد (ﷺ) صادق ہیں لیکن ربیعہ کا کذاب ہمیں مُضَر کے صادق سے زیادہ محبوب ہے۔ یہ اجڈ بدو مسیلمہ کا پیروکار بن گیا اور اس کے ساتھ ہی عقربا کے روز قتل ہوا۔

مسیلمہ کذاب عورتوں کا رسیا تھا۔ اس کے دور میں سجاح نامی عورت نے نبیہ ہونے کا دعویٰ کردیا۔ یہ عرب کے عیسائیوں میں سے تھی۔ اس کی قوم بھی اس عورت کے ساتھ شامل ہوگئی۔

انہوں نے نہ صرف اس کی نبوت کو تسلیم کیا بلکہ دل وجان سے اس کا ساتھ دینے لگے۔ سجاح کا کہنا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا دروازہ مردوں کے لیے بند کیا ہے۔ اللہ نے عورتوں پر تو اسے بند نہیں کیا۔ اب کوئی مرد نبی نہیں آسکتا مگر عورت نبیہ بن کر آسکتی ہے۔ میں نبیہ ہوں۔ اس دوران اسے مسیلمہ کذاب کی نبوت کے بارے میں علم ہوا تو یہ اپنی قوم کے بہادروں کے ساتھ یمامہ کا رخ کرتی ہے، تاکہ مسیلمہ کذاب سے نبوت چھین لیں۔ مسیلمہ نے اسے امان کا پیغام بھیجا اور کہا: اگر تم واپس چلی جاؤ تو قریش کی نصف زمین تمہیں دینے کی ضمانت دیتا ہوں۔

آپس میں خط وکتابت ہوئی۔ مسیلمہ نے سجاح کو لکھا کہ وہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ اس سے ملنا چاہتا ہے؛ چنانچہ ایک خیمہ میں ان کی ملاقات ہوئی جو تین

دن تک جاری رہی۔ خلوت کی اس ملاقات کا نتیجہ دونوں کی شادی کی صورت میں برآمد ہوا۔ تین دن کے بعد سجاح اپنی قوم کے پاس گئی تو اس نے قوم کو خوش خبری دی کہ اس نے مسیلمہ کے ساتھ نکاح کر لیا ہے۔ اب دیکھیے تعصب، ہٹ دھرمی اور بے غیرتی اسی چیز کا نام ہے۔ قوم کو معلوم تھا کہ سجاح نے بڑا غلط کام کیا ہے۔ نہ کوئی نکاح کا ولی، نہ گواہ، نہ ایجاب وقبول، نہ ہی حق مہر، مگر پھر بھی وہ سجاح کے حمایتی اور طرفدار بنے رہے۔ اس دوران ایک نسبتاً سمجھدار شخص کو ہوش آیا تو اس نے سجاح سے پوچھ لیا : تم نے نکاح تو کر لیا ہے مگر تمہارا حق مہر کتنا تھا؟

سجاح نے ذرا غور کیا اور کہنے لگی : ارے ! یہ تو مجھے یاد ہی نہیں رہا۔ اچھا! میں اپنے شوہر سے پوچھتی ہوں۔ اس نے تو مجھے کوئی حق مہر دیا ہی نہیں۔

قوم نے کہا: یہ نہایت بری بات ہے کہ تمہارے جیسی باوقار عورت بغیر مہر کے کسی سے نکاح کرے۔ اس نے کہا: میں ابھی ایک شخص کو بھیجتی ہوں جو مسیلمہ سے میرے مہر کے بارے میں پوچھ کر آئے۔ اس نے اپنے موذن شبث بن ربعی کو بھیجا۔ مسیلمہ نے اس سے کہا: جا کر اپنی قوم میں اعلان کر دو کہ مسیلمہ بن حبیب نے تم سے دو نمازیں فجر اور عشاء ساقط کر دی ہیں جو محمد (ﷺ) لے کر آئے تھے۔ یہ سجاح کا مہر ہے۔ اس کی قوم نے سنا تو بہت خوش ہوئے کہ چلو نمازوں سے چھٹی مل گئی۔

اوپر مسیلمہ کے بارے میں جو واقعات آپ نے اب تک پڑھے ہیں یہ رسول اللہ (ﷺ) کے آخری دور کے ہیں۔ آپ (ﷺ) کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق کا دور خلافت آیا تو انہیں بے شمار چیلنجز کا سامنا تھا۔ قبائل کے مرتد ہونے کے علاوہ یمن میں اسود عنسی اور یمامہ میں مسیلمہ کذاب کا فتنہ سب سے بڑا اور سرفہرست چیلنج تھا۔ مدینہ منورہ پر حملے کا ڈر بھی تھا کہ دشمن کہیں اسلامی ریاست کو ہی ختم نہ کر دیں۔ منکرین زکاۃ کا فتنہ بھی کچھ کم نہ تھا۔ خلیفہ اول پر لاکھوں بار نہیں کروڑوں بار اللہ کی رحمتیں ہوں اور ان کے درجات بلند ہوں۔ اس بطل جلیل نے عزیمت سے کام لیتے ہوئے ان تمام فتنوں کا

بڑی خوبصورتی سے مقابلہ کیا۔ قائد ہو تو ایسا، خلیفہ ہو تو ابوبکر صدیق جیسا، جنہوں نے لا تعداد مشکلات اور مصائب کے باوجود اللہ کے نبی کی ختم نبوت کا دفاع کرتے ہیں۔

قارئین کرام! آیئے ذرا تاریخ کے اوراق پلٹتے ہیں۔ اللہ کے رسول (ﷺ) نے اپنی وفات سے قبل آخری احکامات جیش اسامہ کے حوالے سے دیئے تھے۔ اپنے محبّ زید بن حارثہ کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے انہی کے صاحب زادے اور اپنے نہایت چہیتے نوعمر اسامہ بن زید کو حکم دیا کہ وہ فوج لے کر رومیوں کے علاقے بلقان جائیں۔ موتہ کے مقام پر جہاں تمہارے والد کو شہید کیا گیا ہے، دشمن کو للکارو۔ یہ علاقہ رومیوں کا تھا۔ انہیں آپ (ﷺ) نے حکم دیا کہ جاؤ رومیوں کے علاقے میں اسلام کا جھنڈا لہرا کر آؤ۔

اسامہ کا لشکر مدینہ کی حدود سے باہر نکلنے والا تھا۔ جرف کے مقام پر لشکر اسلام اکٹھا ہو رہا ہے کہ اللہ کے رسول (ﷺ) کی علالت کی خبر ملتی ہے۔ اسامہ کی والدہ ام ایمن بنو ہاشم کی پرانی خیر خواہ اور ان کی تاریخ سے اچھی طرح واقف تھیں۔ یہ اللہ کے رسول (ﷺ) کی دایہ بھی تھیں۔ ام ایمن اللہ کے رسول (ﷺ) کے چہرے کو دیکھتی ہیں تو دل میں کچھ خدشات جنم لیتے ہیں۔ اپنے بیٹے اسامہ کو روک لیا اور پھر ام ایمن کے خدشات درست ثابت ہوئے۔ اللہ کے رسول (ﷺ) اللہ کا پیغام پہنچا کر اپنے رب کے پاس، رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے۔ مدینہ چاروں طرف سے خطرات میں گھرا ہوا تھا مگر پہاڑوں سے بھی بلند عزم اور ارادہ رکھنے والے سیدنا ابوبکر صدیق کی آواز بلند ہوتی ہے: لوگو! سن لو، کوئی غلط فہمی میں نہ رہے۔ لشکر اسامہ فوری طور پر موتہ کی طرف روانہ ہوگا۔ کسی کی زبان سے نکلتا ہے: خلیفۃ الرسول! پھر مدینہ کا کیا ہوگا؟ اس کا دفاع کون کرے گا؟ یہ تو دشمنوں کے نرغے میں ہے۔ ابوبکر فرماتے ہیں: سب سے پہلے اللہ کے رسول (ﷺ) کی خواہش اور آپ کے احکامات کو پورا کیا جائے گا۔ اسامہ اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے موتہ روانہ ہو جاؤ۔ مدینہ کی حفاظت اللہ کے فضل وکرم

سے ہم خود کریں گے۔ پھر تاریخ نے دیکھا کہ سیدنا ابوبکر صدیق کی جرات، ان کی عزیمت، اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ، اللہ کے رسول (ﷺ) کی اطاعت اور آپ کے حکم پر عمل کے نتیجہ میں اسلام دشمنوں کی ساری طاقتیں خس وخاشاک کی طرح بہہ جاتی ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق خود اسلامی لشکر کی قیادت کرتے ہیں اور کامیاب لوٹتے ہیں۔

ہر طرف کامیابی کے جھنڈے گاڑنے والے سیدنا ابوبکر صدیق یمامہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ سیدنا عکرمہ بن ابی جہل کو لشکر کی کمان سونپی جاتی ہے۔ یہ مرد میدان ایک بڑے لشکر کے ساتھ یمامہ کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ عکرمہ کی مدد کے لیے شرحبیل بن حسنہ بھی ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق روانگی سے قبل حسب دستور لشکر کو نصیحتیں فرمارہے ہیں:

عورتوں اور بچوں کو، بوڑھوں کو قتل نہ کیا جائے۔ درختوں کو نہ جلایا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمارہے ہیں کہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہ اس کا اپنا علاقہ ہے۔ اس لیے وہ اس کے چپے چپے سے واقف ہیں۔ تم لوگ نووارد ہو، اس لیے ان کے علاقے میں پہنچ کر اپنے جگری دوست خالد بن ولید کا انتظار کرنا، پھر مل کر دشمن کا مقابلہ کرنا۔ خالد کے آنے سے پہلے حملہ نہ کرنا۔ جذبہ جہاد سے لبریز عکرمہ نے حملہ کرنے میں جلدی سے کام لیا۔ دشمن کی طرف بڑھے۔

بنو حنیفہ کے لوگ بڑے ہی بہادر اور جفاکش تھے۔ انہیں مسیلمہ کذاب جیسا چالاک اور مکار لیڈر ملا تھا۔ ان لوگوں نے اپنے علاقے میں متعدد قلعے بنا رکھے تھے۔ خود مسیلمہ کا بھی اپنا قلعہ تھا۔ یہ اپنے علاقے میں اتنا زیادہ مقبول تھا کہ اسے رحمان یمامہ کہا جاتا تھا۔ اس کا ایک بڑا باغ تھا جسے اب حدیقۃ الموت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ صرف ایک باغ ہوگا مگر جب ہم وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ صرف باغ نہ تھا بلکہ بہت بڑا قلعہ تھا۔ اس کی دیواریں اونچی اونچی تھیں۔ دروازہ بڑا ہی مضبوط تھا اور اس کو فتح کرنا آسان کام نہ تھا۔ ہم لوگ قبرستان کے پاس کھڑے ہو کر صحابہ کرام کو خراج تحسین پیش کرتے رہے اور ان کی بلندی درجات کے لیے دعائیں

کرتے رہے۔

عکرمہ بن ابی جہل کا لشکر مسیلمہ کے لشکر سے ٹکراتا ہے، مگر مسلمانوں کے لشکر کو شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عکرمہ اپنے لشکر کے ساتھ پسپائی اختیار کرتے ہیں۔ خلیفہ وقت کو صورت حال کی فوری اطلاعات مل رہی ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں بیٹھ کر لشکر کی قیادت فرمارہے ہیں اور ہدایات جاری کر رہے ہیں۔ شکست کی خبر سے خلیفۃ الرسول قطعاً پریشان نہیں ہوئے۔ مسلمان کا تو کام ہی یہی ہے کہ وہ پلٹ کر حملہ کرتا ہے۔ خالد بن ولید مدینہ کے شمال میں مرتدین سے فتح حاصل کر کے سیدنا ابوبکر صدیق کی ہدایت پر یمامہ کی طرف بڑھتے ہیں۔ اب مسلمانوں کے لشکر کی کمان سیدنا خالد بن ولید کے ہاتھ میں ہے۔ ان کے ہمراہ مشہور انصاری صحابی ثابت بن قیس بھی ہیں۔ یمامہ کی راہ پر چلتے ہوئے جن قبائل نے ارتداد اختیار کر لیا تھا ان کو تہ تیغ کرتے ہوئے صحرائے نجد کو عبور کرتے ہوئے یہ مجاہدین جب یمامہ کے قریب پہنچتے ہیں تو راستے میں انہوں نے دیکھا کہ جھوٹی نبوت کا دعوی کرنے والی سجاح کا لشکر گھوڑوں پر سوار مسیلمہ کی مدد کرنے کے لیے جارہا ہے۔ مجاہدین نے اس لشکر پر حملہ کر کے اسے تتر بتر کر دیا۔ اب یہ مسیلمہ کے لشکر کے ساتھ شامل نہیں ہوسکتا تھا۔

جب مسیلمہ کذاب کو خالد بن ولید کے لشکر کی آمد کا علم ہوتا ہے تو وہ اپنے لشکر سے مخاطب ہوتا ہے۔ بڑی زوردار تقریر کرتا ہے۔ انہیں جنگ پر اکساتا ہے۔ قومی عصبیت کو ابھارتا ہے۔ ان سے کہہ رہا ہے: دیکھو! کہیں تمہاری ناک نہ کٹ جائے تمہاری عورتیں لونڈیاں نہ بن جائیں۔ اس کا چالیس ہزار کا لشکر مسلمانوں کے لشکر سے ٹکراتا ہے۔ بڑے زور کا مقابلہ ہوتا ہے۔ دونوں طرف کے بہادر اپنی بہادری کے جوہر دکھاتے ہیں۔ بنو حنیفہ کی تعداد مسلمانوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ تھی۔ یہ علاقہ ان کا اپنا تھا، اس لیے ان کا پلہ بھاری رہتا ہے۔ مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

یہ محاذ جنگ بڑا وسیع تھا۔ کئی مربع میل پر مسلمانوں اور کفار کی فوجیں پھیلی ہوئی

تھیں۔اس روز مہاجرین کا جھنڈا سالم مولی ابی حذیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور انصار کا جھنڈا ثابت بن قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاتھ میں تھا۔سیدنا خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا خیمہ محاذ جنگ سے پچھلی طرف تھا۔وہاں ان کی اہلیہ ام تمیم بھی موجود تھیں۔دشمن کا لشکر مسلمانوں پر دباؤ ڈالتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔یہ لوگ خالد بن ولید کے خیمہ میں داخل ہوئے تو وہاں سیدہ ام تمیم تھیں۔یہ بھی کوئی عام خاتون نہ تھیں بلکہ ایک بڑے اور طاقتور قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں۔دشمن نے انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا تو مُجّاعہ بن مُرارہ ان کا دفاع کرتے ہیں۔

قارئین کرام! آگے بڑھنے سے پہلے ذرا مجاعہ بن مرارہ کے بارے میں بھی جان لیجیے۔مجاعہ کا تعلق بھی بنوحنیفہ سے تھا۔یہ اپنی قوم کے سرداروں میں سے تھا۔اللہ کے رسول (ﷺ) کی خدمت میں حاضر بھی ہوا۔اسلام بھی قبول کرلیا تھا،مگر جب بنو حنیفہ نے ارتداد اختیار کیا تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ بھی اپنی قوم کے ساتھ شامل ہوگیا یا ان کی حمایت کیا کرتا تھا۔قومی اور قبائلی تعصب نہایت ہی مہلک بیماری ہے۔بعض لوگ قومیت اور وطنیت کو اس قدر اہمیت دیتے ہیں کہ ان کے ہاں تمام اصول وضوابط ختم ہوکر رہ جاتے ہیں۔غالباً علامہ اقبال نے اسی قسم کے حالات اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اپنے مشہور شعر میں فرمایا تھا:

ان تازہ خداوں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ ملت کا کفن ہے

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب یمامہ کی طرف بڑھ رہے تھے تو راستے میں انہیں مجاعہ بن مرارہ دوسو گھڑ سواروں کے ساتھ مل گیا۔خالد نے حکم دیا کہ ان سب کو پکڑ لیا جائے۔مجاعہ سمیت تیس آدمی گرفتار ہوئے باقی صحرا میں بھاگ گئے۔ان کے بارے میں تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ بھی مسیلمہ کے ساتھیوں میں سے ہیں؛ تاہم مجاعہ نے کہا: میں نے تو اللہ کے رسول (ﷺ) کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی

ہے اور اسلام قبول کیا ہے۔میں نے اپنا دین تبدیل نہیں کیا۔یہ شخص بہت بڑا دانا اور معاملہ فہم انسان تھا۔خیر! باقی لوگوں کی تو گردن ماردی گئی لیکن مجاعہ کے بارے میں ساریہ بن عمرو کی سفارش کام کرگئی۔ساریہ نے خالد بن ولید سے کہا: اگر کسی مرحلہ پر یمامہ کے لوگوں سے گفت وشنید کی ضرورت ہوئی تو مجاعہ سے بہتر کوئی شخص نہیں ہوسکتا۔مسئلہ چونکہ تحقیق طلب تھا،اس لیے مجاعہ کو رسیوں سے باندھ کر ساتھ لے لیا گیا۔مجاہدین آگے بڑھتے ہیں۔

جب لڑائی شروع ہوئی تو مجاعہ کو خالد بن ولید کی اہلیہ کے خیمے ہی میں باندھنے کا حکم دیا گیا۔ام تمیم سے کہا گیا کہ مجاعہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔جب مسیلمہ کی فوجیں یلغار کرتی ہوئی خیمہ پر قابض ہوگئیں تو یہی مجاعہ ام تمیم کو قتل ہونے سے بچاتا ہے۔مسیلمہ کے فوجی ام تمیم کو قید کرنے کا سوچ رہے تھے کہ اتنے میں سیدنا خالد بن ولید بھی اپنے فوجیوں سمیت وہاں پہنچ جاتے ہیں۔وہ شجاعت وبسالت کی ایک نئی تاریخ رقم کرتے ہیں۔

انہوں نے آتے ہی بنوحنیفہ کو للکارا: کون ہے جو میرا مقابلہ کرے؟! اب اس مبارزت کے جواب میں جو بھی آتا وہ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کی تلوار کا لقمہ بن جاتا۔اب انہوں نے مسیلمہ کو للکارا جو وہاں سے بھاگ کر اپنے ساتھیوں سمیت ایک باغ میں جاکر چھپ گیا۔اس روز بنوحنیفہ نے ایسی جنگ لڑی جس کی مثال نہیں دیکھی گئی۔مسلمانوں کے علم بردار ثابت بن قیس نے زمین میں نصف پنڈلیوں تک گڑھا کھودا انہوں نے کفن پہنا اور خوشبو لگائی اس گڑھے میں اپنے آپ کو گاڑ لیا۔اور نہایت ثابت قدمی سے لڑائی کی حتی کہ شہید ہوگئے۔

سجاح بنت حارث

یہ ایک عورت تھی جس نے بنی تغلب میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔چند ہوس پرست اس کے ہمنوا ہوگئے۔یہ مسیلمہ ہی کے دور کی ہے۔جھوٹے نبی نے جھوٹی مدعیہ

نبوت کی مقبولیت سے خائف ہوکر مبارکباد اور تحفے بھیجے اور ملاقات کر کے اس سے شادی بھی کرلی۔ مہر میں سجاح کے پیروکاروں سے صبح وعشاء کی نماز ساقط کردی گئی۔ اتنے میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا لشکر آ پہنچا اور ان پر غالب آیا۔ ایک روایت کے مطابق سجاح اور اس کے پیروکاروں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ تفصیل کچھ اس طرح ہے

مسیلمہ کے دور میں ایک عورت نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہ قبیلہ بنی تمیم سے تعلق رکھتی تھی اور اس کا نام سجاح بنت حارث تھا۔ یہ عورت انتہائی حسین وجمیل فریب کار اور ہوشیار تھی۔ لوگ اس کے حسنِ خطابت کے بھی دیوانے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ناہنجاروں کا ایک گروہ اس کے ساتھ ہوگیا۔ سجاح بنت حارث نے نبوت کے اعلان کے بعد کہا کہ وہ اپنی قوم کے لیے اس دنیا میں الگ بہشت بنائے گی جہاں حوریں اور غلمان بھی ہوں گے۔ اپنے اسی مقصد کی تکمیل کے لیے اس نے سب سے پہلے مدینہ منورہ پر حملہ کا ارادہ کیا مگر اسے دم آخر تک حملے کی جرأت نہ ہوسکی۔ اس ارادے کا اظہار اس نے کئی بار اپنے پیروکاروں سے بھی کیا۔ مسیلمہ کو جب سجاح کی نبوت کے دعویٰ کی خبر ملی تو اس نے بہت سے تحائف اس کے پاس بھیجے اور جنگ کی بجائے امن اور ایک دوسرے کی نبوت کے احترام اور اشتراک کی خواہش کا اظہار کیا۔ مسیلمہ نے سجاح سے ملاقات کی بھی درخواست کی اور پھر اسے چالیس پہریداروں کے ہمراہ ملنے کے لیے گیا۔ پہلی ملاقات میں اس نے سجاح سے کہا کہ عرب کے کل بلاد نصف ہمارے تھے اور نصف قریش کے لیکن قریش نے عہد نہیں نبھایا لہٰذا وہ نصف میں نے تمہیں لکھ دیئے۔ بعد ازاں مسیلمہ نے سجاح کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔ سجاح نے اس دعوت کو قبول کرلیا۔ ایک نبی کی نگاہ ہر نوع کی آلائش اور دنیاوی حرص سے پاک ہوتی ہے۔ مسیلمہ چونکہ جھوٹا نبی تھا اس لیے سجاح کے ساتھ پہلی ہی ملاقات میں اس کے حسن کا دیوانہ ہوگیا اور دوسری ملاقات کا بے قراری سے انتظار کرنے لگا۔ اس نے پرفضا باغ میں نہایت خوبصورت اور عمدہ خیمہ نصب کرایا

اور قسم قسم کی خوشبوؤں سے اپنے لباس کو معطر کیا۔ سجاح بھی اسی سج دھج سے آئی۔ مسیلمہ کے سپاہیوں نے اسے سلامی دی اور خیمہ تک پہنچایا جہاں ایک جھوٹا نبی ایک جھوٹی نبیہ سے ملاقات کا منتظر تھا۔ دونوں تنہائی میں ملے۔ کچھ دیر باہمی دلچسپی کے موضوع پر گفتگو ہوتی رہی۔ ہر ایک نے اپنی اپنی وحی سنا کر ایک دوسرے کی نبوت کی تصدیق کی اور پھر اس خیمہ میں گواہوں اور حق مہر کے بغیر نکاح کرلیا۔ تین روز کے بعد سجاح بنت حارث اس خیمہ سے نکلی مگر وہ سجاح زوجہ مسیلمہ کذاب تھی۔ اس کے حواریوں نے پوچھا سجاح تم نے یہ کیا کیا؟ حق مہر کے بغیر ہی نکاح کرلیا؟ سجاح نے کہا ٹھہرو میں ابھی مہر کا پتہ کر کے آتی ہوں۔ وہ مسیلمہ کے پاس آئی تو اس نے کہا کہہ دو کہ مسیلمہ نے سجاح کے مہر میں فجر اور عشاء کی دو نمازیں تمہیں معاف کردیں ہیں۔ جن کو (محمد) نے تم پر فرض کیا تھا۔ سجاح نے واپس آ کر اپنے رفقا کو اس مہر کی خبر سنائی۔ اس عطارد بن حاجب نے یہ شعر کہا:

ترجمہ: شرم کی بات ہے کہ ہماری قوم کی نبی عورت ہے، جس کے گرد ہم طواف کر رہے ہیں۔ دیگر اُمتوں کے نبی تو مرد تھے۔

تاریخ شاہد ہے کہ سجاح اور مسیلمہ کی رات کی تنہائیوں میں ملاقاتوں کے چرچے زبان زدِ خاص وعام ہوئے۔ اس جھوٹی نبیہ اور کاذب نبی نے خیمے میں اپنی شادی سے قبل جو الہامات ایک دوسرے کو سنائے وہ تاریخ ابن الاثیر اور تاریخ طبری میں مذکور ہیں۔ یہ نام نہاد الہامات ایسے لغو اور فحش خیالات کا مجموعہ ہیں کہ جنہیں قلم مارے شرم کے، لکھنے سے قاصر ہیں۔ تاریخ ابن الاثیر کے مطابق حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہی نے سجاح کی جھوٹی نبوت کا طلسم توڑا۔ وہ اسلامی لشکر کی آمد کی خبر سنتے ہی روپوش ہو گئی۔ اور سجاح نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں توبہ کر کے کوفہ میں سکونت اختیار کرلی تھی اور ایک عابدہ زاہدہ خاتون کے طور پر ان کی شہرت تھی۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کا جنازہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے پڑھایا تھا۔

طلیحہ

عہد نبوت کے بعد اس نے دعوائے نبوت کیا۔ یہ قبیلہ بنی اسد سے تھا۔ اس کی سرکوبی کا فریضہ بھی دورِ صدیقی میں حضرت خالد بن ولید کے ذریعے انجام پایا۔ قبیلہ فزار کے لوگ اس کے پیروکار تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کمان میں اس کی سرکوبی کے لیے اسلامی لشکر بھیجا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بنی طے میں پہنچے اور کوہِ سلمی اور کوہِ جاوا کے درمیان یہ لشکر ٹھہر گیا۔ آس پاس کے مسلمان بھی شریک لشکر ہو گئے۔ سب نے مل کر طلیحہ اور اس کے مکار حواری علیبہ بن حصین فزاری اور دیگر فزاریوں سے جنگ کی۔ فزاریوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا اور وہ اپنے سردار علیبہ سمیت اپنے جھوٹے نبی طلیحہ کو بے یار و مددگار چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

جھوٹے پیغمبروں میں سے ایک طلیحہ کذاب تھا۔ طلیحہ نجد میں قبیلہ بنی اسد بن خزیمہ میں رہتا تھا وہی پر اس نے اپنی نبوت کا دعوی کیا اور بعض لوگ نے بنی اسد کی اتباع میں اسے نبی قبول کر لیا۔ مجملہ قبیلہ طی کہ جس کی سرداری عدی بن حاتم کے ہاتھ میں تھی البتہ خود عدی بن حاتم اسلام پر باقی رہے لشکر اسلام کی کافی حد تک نصرت کرتے رہے۔

ابو بکر نے خالد بن ولید کو طلیحہ کے ساتھ جنگ کرنے کی غرض سے بھیجا خالد نے بزاخہ کے مقام پر قیام کیا اور دو آدمیوں کو اطلاعات معلوم کرنے کے لیے طلیحہ کے پاس بھیجا۔ طلیحہ نے دونوں کو قتل کر دیا۔ خالد پہلے قبیلہ طی کے پاس گیا اور ان سے مدد چاہی اور اس کے بعد طلیحہ کے ساتھ جنگ کا آغاز کیا۔ جنگ میں پہلے مسلمانوں کا لشکر شکست کھا گیا لیکن دوبارہ خالد کی چالاکی اور زیرکی کی بنا پر فتح و کامیاب ہو گیا۔ اور آخر میں طلیحہ اپنے بیوی کے ساتھ شام میں فرار کر گیا

انجام

طلیحہ نے پہلے تو فرار کی راہ اختیار کی لیکن بعد میں امان لے کر حضرت خالد بن

ولید رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو گیا اور مسلمان ہو گیا۔ حتیٰ کہ جہادوں میں حصہ لیا۔ ایران کے محاذوں پر حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جہاد کیا اور دورِ فاروقی میں حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ نہاوند میں شرکت کی اور شہادت پا کر داخل جنت ہوا اور انجام بخیر ہوا۔

طلیحہ مسلمان ہوئے

حضرت طلیحہ بن خویلد اسدی صحابی رسول ہیں بعد میں ارتداد کا شکار ہوئے نبوت کا دعویٰ کر بیٹھے پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں توبہ کر کے عراق اور ایران جنگوں میں شامل ہوئے، ان کو صحابی ماننا اور رضی اللہ عنہ کہنا کیسا ہے؟ اگر کوئی ان کے اس فعل کی وجہ سے رضی اللہ عنہ نہ کہے تو کیا وہ گنہگار ہوگا؟ علماء کرام کیا فرماتے ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

وتبطل صحبة النبي صلى الله عليه وآله وأصحابه وسلم بالردة إذا مات عليها فإن أسلم بعدها فإن كان في حياته صلى الله عليه وسلم فلا مانع من عودها وإلا ففي عودها نظر كما ذكره العراقي

(الأشباه والنظائر ج ۱ / ۱۷۹، طبع دار الکتب العلمیۃ)

وأما لو لقيه مسلمًا ثم ارتدّ وعاد إلى الإسلام بعد وفاته صلى الله عليه وسلم كقرة بن هبيرٍ والأشعث بن قيسٍ ففيه نظر والأظهر النفي لصحبته؛ لأن صحبة النبي صلى الله عليه وسلم من أشرف الأعمال وحيث كانت الرِّدّةُ محبطة للعمل عند أبي حنيفة ونصّ عليه الشافعي في الأم فالظاهر أنها محبطة للصحبة المتقدمة إلخ

(التقریر والتحبیر لابن أمیر حاج الحلبی۔ ج ۲ / ۲۶۱ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

صورت مسئولہ میں حضرت طلیحہ بن خویلد رحمۃ اللہ علیہ (چونکہ حضور ﷺ کی

وفات کے بعد مرتد ہوکر دوبارہ اسلام لائے تھے) صحابی نہیں رہے، اس لیے ان کو صحابی نہیں کہا جائے گا۔

طُليحة بن خويلد الأسدى ارتد بعد النبى صلى الله عليه وسلم، وادعى النبوة، وكان فارسا مشهورا بطلا، واجتمع عليه قومه، فخرج إليهم خالد بن الوليد فانهزم طليحة وأصحابه، وقتل أكثرهم، وكان طليحة قد قتل هو وأخوه عكاشة بن محصن الأسدى (وثابت بن أقرم ثم لحق بالشام، فكان عند بنى جفنة حتى قدم مسلما مع الحاج المدينة، فلم يعرض له أبو بكر، ثم قدم زمن عمر بن الخطاب، فَقَالَ له عمر أنت قاتل الرجلين الصالحين -يعنى ثابت بن أقرم، وعكاشة بن محصن، فَقَالَ لم يهنى الله بأيديهما وأكرمهما بيدى فَقَالَ والله لا أحبك أبدا .قَالَ فمعاشرة جميلة يا أمير المؤمنين .ثم شهد طليحة القادسية فأبلى فيها بلاء حسنا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الصحابۃ، لابن عبدالبر گ ۲/۳۴۷ طبع دار الجیل، بیروت، أسد الغابۃ لابن الأثیر ۳/۹۴، طبع دار الکتب العلمیۃ، سیر أعلام النبلاء للحافظ الذہبی ۳/۱۹۴ طبع دار الحدیث القاہرۃ، الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ للحافظ ابن حجر ۳/۴۴۰، ط: دار الکتب العلمیۃ)

حضرت طلیحہ رحمہ اللہ کے لیے رضی اللہ عنہ کہنا نا جائز نہیں ہے، لیکن اگر کوئی نہ کہے گنہگار نہیں ہوگا، ہاں ان کے لیے رحمۃ اللہ علیہ کہنا اچھا ہے۔ ويستحب الترضّى للصحابة وكذا من اختلف فى نبوّته كذى القرنين ولقمان والترحّم للتابعين ومن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الأخيار وكذا يجوز عكسه الترحم للصحابة والترضّى للتابعين ومن بعدهم على الراجح، ذكره القرمانى، وقال الزيلعى :الأولى أن يدعو للصحابة بالترضى وللتابعين بالرحمة ولمن بعدهم بالمغفرة و التجاوز.

(الدر المختار ۶/۷۵۴، طبع سعید کراچی)

مختار بن عبید ثقفی نے دعویٰ نبوت کیا

صاحب الاشراط لاشراط الساعۃ نے لکھا خلافت عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبدالملک کے دورِ حکومت میں خروج کیا اور نبوت کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اس پر نزول وحی ہوتا ہے اور وہ اپنے خطوط میں لکھا تھا ”من المختار رسول اللہ“ (یعنی یہ المختار اللہ کے رسول کی طرف سے خط ہے)

اس کی حکایات وواقعات مشہور ہیں اور فتنہ بھی

(۱) عدی بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں تین دجالوں سے ڈراتا ہوں۔ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں کانے (یک چشم) دجال کی تو خبر دی ہے دوسرا جو سب سے بڑا جھوٹا ہوگا یہ تیسرا کون ہے؟ فرمایا ایک قوم سے ایک مرد ہوگا جس کا پہلا بھی تباہ حال ہے اور آخری بھی ان پر لعنت ہو ان کے فتنے پر بھی لعنت اس کے فتنہ کو الجارفۃ کہا جائے گا اور دجال اکلس ہے وہ لوگوں سے آلِ رسول ﷺ کے نام سے صدقے کھائے گا رسول اللہ ﷺ کی سنت سے سب سے زیادہ دور ہوگا۔

(رواہ ابن خزیمہ والحاکم والطبرانی)

(۲) حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ قبیلہ ثقیف سے تین شخص خروج کریں گے۔

(۱) الذیال یعنی شعبدہ باز

(۲) الکذاب یعنی جھوٹا

(۳) المبیر یعنی مہلک..........(رواہ نعیم بن حماد)

فائدہ

الکذاب یہی مختار بن ابی عبید ہے اور المبیر حجاج بن یوسف ہے یہ دونوں ثقفی ہیں۔

مختار بن عبید نے بھی ٦٧ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا جس کی سرکوبی حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔ (تاریخ الخلفاء،البدایہ والنہایہ ج ۸)

مختار ثقفی یکم ہجری میں طائف میں پیدا ہوا مگر پرورش مدینہ میں ہوئی۔ نام مختار اور کنیت ابواسحاق تھی۔ تعلق بنی ہوازن کے قبیلہ ثقیف سے تھا۔ اسی لیے اسے مختار ثقفی بھی کہا جاتا ہے۔ (1) اس کے والد کا نام ابوعبیدہ ثقفی تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عراق کی ایک مہم میں سپہ سالار بنا کر بھیجا تھا جہاں وہ شہید ہو گئے۔

مختار ثقفی اور حدیث نبوی

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِصْمَةَ يُقَالُ الْكَذَّابُ هُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ وَالْمُبِيرُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ أَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ أَلْفٍ وَعِشْرِينَ أَلْفًا (رَوَاهُ التِّرْمِذِي)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک ہلاک کرنے والا، عبداللہ ابن عصمہ نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ جھوٹا تو مختار ابن ابی عبید ہے اور ہلاک کرنے والا حجاج ابن یوسف ہے ہشام ابن حسان نے کہا کہ انہیں گنو جنہیں حجاج نے باندھ کر قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے۔

شرح

خیال رہے کہ بنی ثقیف میں مختار ابن عبید ابن مسعود ثقفی ہوا ہے جو واقعہ کربلا کے

بعد شہداء کربلا کا بدلہ لینے کے بہانہ اٹھا لشکر عظیم اس کے ساتھ ہو گیا، اس نے عبداللہ ابن زیاد کو قتل کیا پھر دعویٰ نبوت کیا اور عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں مارا گیا اسی مختار کی قبر کوفہ میں ہے شیعہ لوگ اس قبر کا بڑا احترام کرتے ہیں مگر یہ مرا ہے مرتد ہو کر۔ مختار کا باپ صحابی تھے، مختار ہجرت کے سال پیدا ہوا، بہتر میں اسے مصعب ابن زبیر نے قتل کیا سولہ مہینے حکومت کی۔ (مرقات)

☆ مختار ایک جلیل القدر صحابی حضرت ابوعبیدہ ابن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کا بیٹا تھا مختار کی ولادت ہجرت کے پہلے سال ہوئی اس کو نبی کریم ﷺ کی صحبت و روایت یعنی صحابیت کا شرف حاصل نہیں ہوا، ابتدا میں یہ شخص علم و فضل اور نیکی و تقوی کے ساتھ مشہور تھا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ خبث باطن کا شکار ہے اور محض دنیا سازی کے لئے علم و تقوی کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھا پہلے یہ شخص اہل بیت نبوت سے سخت بغض و عناد رکھتا تھا پھر اچانک اس میں ایسا انقلاب آیا کہ اہل بیت نبوت کی محبت کا دم بھرنے لگا اور اس بارے میں صحیح فکر و عقیدے کا حامل نظر آنے لگا اہل بیت، کے تئیں اس کی یہ ظاہری محبت اتنی بڑھی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یزیدیوں کا کھلا دشمن ہو گیا اور ان میں سے بہت لوگوں کو اس نے شہادت حسین کے قصاص میں موت کے گھاٹ بھی اتارا، غرضیکہ اس نے طلب دنیا اور حب جاہ میں بہت چولے بدلے، اپنی نت نئی حرکتوں سے طرح طرح کے فتنے جگائے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف عراق میں علم بغاوت بلند کیا مکر وفریب اور عیاریوں کے ذریعہ جاہل اور کمزور عقیدہ لوگوں پر اپنی نام نہاد روحانی بزرگی و کرامت کا ایسا سکہ جمایا کہ اس کے حامیوں کی اور معتقدوں کی ایک بہت بڑی جماعت اس کے گرد جمع ہو گئی اس کا حلقہ اثر جوں جوں بڑھتا گیا اتنا ہی وہ عقیدہ کی خرابی رائے و خیال کی گمراہی اور نفس کی خواہشات کا شکار ہوتا گیا جھوٹ اور فریب کاری کے سہارے اس نے پوری خلافت اسلامیہ پر قبضہ کر لینے کا منصوبہ بنایا اور اپنی فتنہ انگیزیوں کے ذریعہ کوفہ پر قابض بھی ہو گیا، نبوت کا مدعی بھی بنا

اور اس بات کا دعویٰ کرنے لگا کہ معاذ اللہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس وحی لے کر آتے ہیں آخر کار حضرت مصعب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے جو حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف بصرہ کے گورنر تھے اپنی فوج لے کر کوفہ پر چڑھائی کی مختار نے بھی مقابلہ کیا مگر شکست کھا گیا اور پھر ۱۴ر رمضان ۶۷ھ کو مقتول ہوا مختار کے انہی فریب اور جھوٹ سے بھرے حالات کی بناء پر علماء کرام نے اس کو کذابوں میں سے ایک بڑا کذاب شمار کیا ہے اور حدیث کے الفاظ یخرج من ثقیف کذاب و مبیر (قبیلہ ثقیف میں ایک انتہا درجہ کا جھوٹا اور ایک انتہا درجہ کس مفسد و ہلاکو کو پیدا ہوگا) کا مصداق مجہول مختار اور حجاج کو قرار دیا ہے۔

زمانہ خلافت راشدہ کے بعد بھی کچھ طالع آزماؤں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ارتداد و دعوائے نبوت کی وجہ سے انہیں مسلم حکمرانوں اور اس عہد کے علماء و مشائخ نے انہیں خارج از اسلام قرار دینے کے ساتھ ساتھ گرفتار کر کے سزائے موت دی۔ حتیٰ کہ بعض عرصے تک عبرت کے لیے سولی پر لٹکا کر رکھے گئے۔

☆ عبدالملک بن مروان کے زمانے میں حارث نام کے ایک شخص نے دعوائے نبوت کیا اور اپنے شرعی اور منطقی انجام کو پہنچا۔

☆ ہارون رشید کے دور میں بھی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ میں نوح علیہ السلام ہوں۔ کیونکہ (اصلی) نوح علیہ السلام کی عمر ساڑھے نو سو سال تھی جو ایک ہزار سے پچاس کم تھی جس کے پورا کرنے کے لیے اب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور اپنے دعویٰ پر قرآن مجید سے دلیل دی کہ "الف سنة الا خمسين عاما" فرمایا گیا ہے، یعنی نوح علیہ السلام دنیا میں پچاس سال کم ایک ہزار سال زندہ رہے۔ اسے بھی اس دور کے علمائے سلف کے اتباع میں مرتد قرار دے کر قتل کا حکم دیا اور اسے بھی سولی دی گئی۔

(کتاب المحاسن والمساوی، جلد اول، صفحہ ۶۴ر ازامام بیہقی)

صاحب الاشراط لاشراط الساعۃ علامہ محمد بن عبدالرسول برزنجی رحمہ اللہ علیہ نے بھی چند جھوٹے نبیوں کا ذکر کیا ہے

شاعر المتنبی

اس نے بھی خروج کیا نبوت کا دعویٰ کیا (اس کا دیوان متنبی درسِ نظامی کے کورس میں شامل ہے) بعد میں تائب ہو گیا تھا۔

ان کے علاوہ زمانہ بنو العباس خلافتِ عباسیہ میں بہت سے لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے بعض ان کے معتمد باللہ (خلیفہ عباسی) میں بھی تھے فتنہ زنج کا قائد بہبود تھا اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے اس نے عراق میں بڑا فساد پھیلایا اور آل رسول ﷺ (اہل بیت) کی سخت اہانتیں کیں اس کا احوال اس کتاب کے آخر میں اشارہ میں آئے گا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور کہتا تھا کہ اسے خلقِ خدا کی طرف خصوصیت سے رسالت سے نوازا گیا ہے اور غیبی باتوں پر آگاہ ہے۔

یحییٰ بن زکرویہ القرمطی

یہ المکتفی باللہ (خلیفہ عباسی) کے دورِ خلافت میں نکلا اس کے بعد اس کا بھائی الحسین اس نے چہرے میں ایک شامہ (داغ) ظاہر کر رکھا تھا کہ یہ اس کی نبوت کی نشانی ہے۔

عیسیٰ بن مہرویہ

یہ اسی یحییٰ کا چچازاد بھائی تھا اس کا گمان تھا کہ سورۃ المدثر میں المدثر اسی کا لقب ہے اور اس سورۃ شریف میں بھی وہی مراد ہے اپنے ایک غلام کو لقب دے رکھا تھا۔ المطوق بالنور اس کے گلے میں نور ہے اس نے شام پر حملہ کر کے خونریزی اور فساد پھیلایا اپنی نبوت کی منبروں پر دعوت دیتا تھا یہ بھی قتل کیا گیا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

ابوطاہر القرمطی

یہ وہی خبیث ہے جو حجر اسود شریف کو کعبہ معظمہ سے نکال کر اپنے پاس لے گیا (تفصیل دیکھئے فقیر کے رسالہ ''التحریر العسجد فی تحقیق الحجر الاسود'' مطبوعہ مکتبہ اُویسیہ رضویہ، بہاولپور۔ اُویسی غفرلہ) وہ کہتا ہے

انا باللہ و باللہ انا یخلق الخلق و افنیھم انا

میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوں وہ پیدا کرتا ہے اور میں انہیں فنا کرتا ہوں۔

اس فتنے کے متعلق اشارہ آگے چل کر بیان کیا جائے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

محمد بن علی الشلقانی المعروف بہ ابن ابی العراق

یہ الراضی باللہ کی خلافت میں ظاہر ہوا اور مشہور ہے کہ وہ الوہیت کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ مردے زندہ کرتا ہے اسے قتل کر کے سولی پر چڑھایا گیا اور اس کے ساتھ اس کی بڑی جماعت بھی قتل کر دی گئی۔

التناسخیہ

یہ المطیع باللہ (خلیفہ عباسی) کے دور میں ظاہر ہوا ان میں ایک نوجوان کہتا تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک منتقل ہو کر اس میں آگئی ہے اس کی عورت کہتی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روحِ مبارک منتقل ہو کر اس کے اندر آئی ہے۔ ایک نوجوان دعویٰ کرتا تھا کہ وہ سیدنا جبریل علیہ السلام ہے۔ ان کی مار پٹائی ہوئی پھر کہتے کہ وہ اہل بیت سے ہیں (سادات ہیں) تاکہ انہیں کچھ نہ کہیں معزالدولہ نے انہیں شہر بدر کر دیا۔

ایک اور مرد

المستظہر باللہ کے دورِ خلافت ۴۹۹ھ میں ایک شخص نے نہاوند کے نواح

میں نبوت کا دعویٰ کیا اس کی بھی خلقِ کثیر تابع ہوئی لیکن اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔

دیگر لوگ

ملک مغرب میں بھی بہت سے مرد اور عورتوں نے خروج کیا ان میں چند یہ ہیں

لا

اس نے حدیث مشہور کی تحریف کر کے دعویٰ کیا کہ میرا نام ''لا'' ہے اور لا نبی بعدی کا معنی لا (صاحب) میرے بعد نبی ہوگا۔ کہتا تھا کہ حدیث شریف میں لفظ متبدا ہے اور نبی اس کی خبر ہے۔

الفزاری

یہ جادوگر تھا اور مقالا میں تھا اسی کے سبب سے ابو جعفر بن زبیر غرناطہ سے نکالے گئے پھر الفزاری کا غرناطہ جانے کا اتفاق ہوا اس کو حاکمِ وقت نے غرناطہ کا قاصد بنا کر بھیجا۔ ابوجعفر بن الزبیر مذکور نے اس کے قتل کرنے کی کوشش کی تو یہ قتل کر دیا گیا اس کے ساتھ اس کی عورت بھی قتل کر دی گئی یہ بھی نبوت کا دعویٰ کرتی تھی۔ اسے حدیث سنائی گئی کہ لا نبی بعدی۔ اس نے جواب میں کہا نبی مذکر کا صیغہ ہے مذکر نبی کی نفی۔ اگر عورت کی نفی ہوتی تو فرمایا جاتا ''لا نبیۃ بعدی'' (معاذ اللہ) وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ نبوت کے مدعیوں کی تعداد ستائیس (۲۷) ہے یہ مکمل ہو چکے یا آگے تکمیل ہوگی ہاں کذاب (جھوٹے) لاتعداد ہیں اور ہوں گے۔

مرزا علی محمد باب

اس کا اصل نام علی محمد تھا اور باپ کا نام محمد رضا، جو شیراز کا ایک تاجر تھا۔ مرزا علی محمد نے بابی فرقہ کی بنیاد رکھی۔ فارسی و عربی کی ابتدائی کتب پڑھتے ہی اس نے سخت ریاضتیں کر کے زہد میں نام کمایا پھر کربلا میں سید کاظم مجتہد کے حلقہ درس میں شریک رہا۔

سید کاظم کے مرنے کے بعد اس کے بہت سے شاگرد لے کر کوفہ پہنچا اور وہاں اپنی
مصنوعی عبادتوں سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیا پھر ــــــہ میں اپنے چیلوں سے یہ
اظہار کیا کہ جس مہدی کا انتظار کیا جا رہا تھا وہ میں ہی ہوں اور اسکے ثبوت میں بعض
احادیث جن میں مہدی موعود کے آثار ذکر کئے گئے ہیں وہ پیش کیے اور کہا یہ تمام آثار
مجھ میں پوری طرح پائے جاتے ہیں غالباً اس نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا تھا جب اس سے
معجزہ طلب کیا گیا تو کہنے لگا میری تحریر وتقریر ہی معجزہ ہے اس سے بڑھ کر کیا معجزہ ہو سکتا
ہے کہ میں ایک ہی دن میں ایک ہزار شعر مناجات میں تصنیف کرتا ہوں پھر اسے خود لکھتا
بھی ہوں اور اس نے اپنی چند مناجات لوگوں پر پیش کیں جس میں اعراب تک درست
نہ تھا جب اس پر اعتراض ہوا تو کہا: علم ایک گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے اب تک
غضب الٰہی کا شکار تھا میری شفاعت کی وجہ سے اس کی خطا معاف ہوئی اور یہ حکم دیا گیا
کہ اب نحوی غلطیوں کا مضائقہ نہیں آئندہ کوئی اگر نحوی غلطی کرے تو کچھ حرج نہیں۔
عوام کو مائل کرنے کے لیے ایک حربہ اور ملاحظہ فرمایئے: اس نے اعلان کیا کہ میرے
وجود سے تمام ادیان متحد ہو جائیں گے کیونکہ میں آئندہ سال مکہ معظمہ سے خروج کروں
گا اور جملہ روئے زمین پر قبضہ کروں گا لہٰذا جب تک تمام ادیان متحد نہ ہوں نیز تمام دنیا
میری مطیع نہ ہو جائے اس وقت تک تمام مَردوں پر تکالیف شرعیہ معاف ہیں اب اگر کوئی
میرا مرید احکام شرعیہ ادا نہ کرے تو اس پر مواخذہ نہیں ہے اس اعلان سے بھی دنیا پرست
عیش کوش لوگ اس کے فریب میں آتے گئے ذرا ان کے مذہب کا حال ملاحظہ ہو ( )
بہن بھائی میں جنسی تعلقات بلا نکاح بھی قائم کرنا روا تھا ( ) ایک عورت نو آدمیوں سے
نکاح کر سکتی تھی بالفاظ دیگر نو آدمی ایک عورت سے نکاح کرنے کے روادار تھے ( ) کسی
مذہب کی پابندی نہ تھی اس مادر پدر آزادی کا نتیجہ نہایت بھیانک نکلا اس کے متبعین
لوگوں میں اعلانیہ فسق و فجور کا بازار گرم ہو گیا اس نے اپنے مریدوں کو چند احکام بھی
دیئے تھے وہ بطور اشعار تھے ملاحظہ ہوں:

( ) چونکہ تمام دنیا میرے زیر نگیں ہو گی نیز تمام دنیا میں ایک مذہب ہونا ہے لہٰذا
میں آئندہ برس مکہ سے خروج کروں گا تا کہ دنیا میرے قبضے میں آ جائے اور میرے
وجود سے مقصود اغراض پوری ہو جائیں اس کے نتیجے میں یقیناً دشمنان خدا کی جانیں جسم
سے جدا ہونگی ہزاروں خون کی ندیا بہیں گی پس جملہ مریدوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ بطور
علامت وشگون اپنے خطوط کو سرخ کیا کریں۔ ( ) السلام علیک کے بجائے "مرحبا بک"
سلام مقرر کیا جاتا ہے ( ) اذان میں میرا نام بھی داخل ہو۔

بابی کا کہنا تھا کہ (معاذ اللہ) محمد ﷺ و علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیعت کی اور
اب تک یہ دونوں ہستیاں جدا جدا تھیں میں ان دونوں کا جامع ہوا اس لیے میرا نام بھی علی
محمد ہے نیز جس طرح کوئی آدمی بغیر باب (دروازے) کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا اسی
طرح مجھے دیکھے بغیر اور مجھ سے اجازت لیے بغیر خدا اور دین خدا تک نہیں پہنچا جا سکتا
اس کے چیلوں نے یہ مذکورہ بکواس سن کر ہی اس کا لقب باب کر دیا۔

باب نے اپنے تصنیف کردہ مجموعہ کے ایک حصہ کا نام قرآن دوسرے کا نام
مناجات رکھا بابی فرقے کے چند عقائد ملاحظہ ہوں۔

( ) خدا کہیں غائب نہیں ہے بلکہ وہ ہمارے اپنے اندر موجود ہے سو جب ہم اسے
اپنے اندر دیکھتے ہیں تو وہی اس سے ملاقات کا دن ہوتا ہے یہ ملاقات قیامت سے
وابستہ نہیں ہے بلکہ ہماری زندگی سے متعلق ہے۔

( ) ہمارا مرتبہ دیکھ کر وہ قرآن مسلمانوں کے قرآن سے کئی حصہ بہتر ہے۔

( ) حشر ونشر سے مراد نیکی و بدی کی زندگی ہے اگر کوئی شخص گناہ گار ہے وہ مُردہ
ہو جاتا ہے لیکن جوں ہی وہ نیک لوگوں کے پاس آتا ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے گویا گناہوں
کی زندگی چھوڑ کر نیکیوں کے پاس آنا ہی حشر ونشر ہے اس کے علاوہ قیامت کچھ بھی نہیں
ہے۔

یہ فتنہ پرور شخص کئی سال تک ایران پر چھایا رہا اس دوران شیعوں سے اسکے

مناظرے بھی ہوئے آخر کار اسے چہریق کے قلعے میں قید کردیا گیا یہاں تک کہ ۱۲۶۵ھ میں اسے گولی ماردی گئی اور اس کی لاش گلی کوچوں میں گھما کر باہر ڈلوادی گئی۔

مرزا بہاء اللہ

ایران کے ایک شخص علی محمد باب نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی اس کا دعویٰ تھا کہ اسے الہام ہوتا ہے اور نئے مذہب کا نام اس نے بابی مذہب رکھا اس کے پیروکاروں میں دو بھائی بھی تھے ایک بہاء اللہ اور دوسرا صبح ازل۔ باب جس نے بابی فرقے کی بنیاد رکھی تھی اس نے اپنے بعد مستقبل قریب میں ایک شخص کی آمد کی خبر دی جسے اس نے ظہر اللہ کا نام دیا تھا چنانچہ اس کے بعد ایک شخص مرزا اسد اللہ نے ظہر اللہ ہونا کا دعویٰ کیا مگر باب کے پیروکار بہاء اللہ اور صبح ازل نے اس کی مخالفت کرکے اسے قتل کرادیا بعد میں بہت سے بابیوں نے یہ دعویٰ کیا مگر کسی کو بھی خاص اہمیت حاصل نہ ہوئی بابیوں اور حکومت ایران میں ایک جنگ ہوئی (جسے جنگ قلعہ شیخ طبرسی کے نام سے شہرت حاصل ہوئی) اس جنگ کے بعد بہاء اللہ اور صبح ازل بغداد چلے گئے ایک سال گزرنے کے بعد بہاء اللہ اکیلا ہی کردستان کے صحرائے سلیمانیہ کے پہاڑ سرگلوں چلا گیا اور اپنی زندگی کے دو سال وہاں نہایت عسرت وتنگ دستی میں گزارے اس عرصے میں وہ اپنے ساتھیوں سے برابر خط وکتابت کرتا رہا بالآخر وہ دوبارہ بغداد لوٹ آیا وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ اس کے بھائی صبح ازل کی قیادت میں بابی تحریک ختم ہونے لگی ہے یہ دیکھتے ہوئے اس نے بابی تحریک اپنے ہاتھ میں لینے کا ارادہ کیا اور ظہر اللہ ہونے کا دعویٰ کردیا اس طرح بابی کی زمام اپنے ہاتھ میں کرلی اس کے دعوی کرنے کے بعد بابی تحریک میں جان پڑ گئی لہٰذا وہ تحریک جو پہلے بابی تحریک کے نام سے مشہور تھی اب بہائی تحریک سے مشہور ہوئی بہاء اللہ کا بھائی نرم طبیعت کا مالک تھا جبکہ یہ اس کے برعکس تھا اسی لئے یہ تحریک کو اپنے مزاج کے مطابق لانا چاہتا تھا جو ایرانیوں کے لیے نقصان دہ بات تھی چنانچہ حکومت ایران نے ترکی کی حکومت کو لکھا کہ بہاء اللہ کو بغداد سے کسی

دوسری جگہ بھیج دیا جائے کیونکہ بغداد ایرانی سرحدوں کے قریب ہے اور بہاء اللہ وہاں ضعیف الاعتقاد اور جاہل لوگوں کو خفیہ طور پر گمراہ کرنے کی کوششیں کررہا ہے چنانچہ دونوں حکومتوں کے باہمی مشورے سے بہاء اللہ کو اسکے اہل خانہ اور پیروکاروں سمیت بغداد سے قسطنطنیہ منتقل کردیا گیا ظہر اللہ کے دعوے کے وقت بہاء اللہ کی عمر تقریبا پچاس سال تھی بغداد سے قسطنطنیہ منتقل ہوتے وقت اس نے ایک باغ میں بارہ روز قیام کیا اس باغ کو بہائی باغ رضوان کہتے ہیں اور ان دونوں کو ایام عہد رضوان سے موسوم کیا جاتا ہے قسطنطنیہ میں بہاء اللہ کا قیام چار ماہ رہا پھر اس نے "اورنہ" کی طرف کوچ کیا "اورنہ' کو بہائی ارض السر کہتے ہیں کیونکہ یہاں قیام کے دوران ہی اس نے اپنے مخفی راز جو اب تک دل میں چھپائے تھا آشکار کردیے تھے یہاں اس نے اپنے دعوے کی راہ ہموار کرلینے کے بعد بابیوں کو دعوت دی کہ اسے یظهره الله تسلیم کریں مگر اس کے بھائی سمیت بعض دوسرے بابیوں نے اس سے بھرپور اختلاف کیا نتیجۃً بابی تحریک دو گروپوں میں تقسیم ہوگئی چونکہ صبح ازل قدامت پسند تھا لہٰذا وہ اور اسکے ماننے والے اسی بابی تحریک پر مصر رہے جبکہ بقیہ بہاء اللہ کے اتباع کی وجہ سے بہائی کہلانے لگے جب ان دونوں گروہوں کا تصادم بڑھ گیا تو ترکی حکومت نے صبح ازل کو قبرص اور اس کے بھائی کو عکہ پہنچادیا جہاں بہاء اللہ اور اس کے متبعین کو عکہ شہر کے قلعے میں قید کردیا گیا بعد میں ان کے قیام کے لیے کئی مختلف جگہیں بدلی گئیں آخر اسی قید وبند میں بہاء اللہ مر گیا۔

اب اس فرقے کے عقائد ملاحظہ فرمایئے () ان کے نزدیک بہاء اللہ کی آمد کے بعد انبیاء کا دور ختم ہوچکا ہے اور یہ دور حضرت آدم علیہ السلام سے بہاء اللہ تک ہے اس بہاء اللہ کے بعد پہلے تمام انبیاء کی شریعتیں منسوخ ہوچکی ہیں اور اب صرف بہائی شریعت پر عمل کرکے ہی نجات مل سکتی ہے (معاذ اللہ) () بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ ہی خدا ہے جس نے انسانیت کا جامہ پہن لیا تھا چنانچہ بہاء اللہ کا اپنے بارے میں دعوی تھا کہ وہ اپنے کاموں کے لیے کسی کے سامنے جوابدہ نہیں اور سب اس کے سامنے جوابدہ

ہیں نیز وہ کہتا کہ وہ زندگی کا میدان ہے وہ اللہ ہے وہ تمام اسماء الٰہی اور صفات کا منبع ہے خود ہی ذاکر اور خود ہی مذکور ہے جو موسیٰ سے کوہ طور پر ہم کلام ہوا تھا () بہائی سال میں پانچ عیدیں مناتے ہیں () عید رضوان بہاء اللہ کے ظہور () عید باسط باب () عید میلاد بہاء اللہ () عید میلاد باب () عید نوروز۔ بہائیت کی تعلیمات میں اخفائے راز کو ہمیشہ اہمیت دی گئی ہے ان کے ہاں دولت، سفر، منزل مقصود اور مذہب چھپانے کی تلقین کی جاتی ہے ان کا رئیس اعلیٰ ہمیشہ بہاء اللہ کی اولاد سے ہی ہوتا ہے۔

محمد حسین

۱۱۴۸ھ کے بعد ایک شخص محمد حسین نے پیری مریدی کے پردے میں اسلام ہی پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا اور ایک نئے مذہب کی داغ بیل ڈال دی۔

محمد حسین عرف نمود و انمود نے مشہد سے کابل پہنچ کر پہلے تو شاہی متوسلین سے تعلق پیدا کیا اور پھر اپنی روحانیت کی تبلیغ کی۔ اس نے بتایا کہ اس کا درجۂ نبوت اور امامت کے بین بین ہے اس کی شان وہی ہے جو انبیاء اور اولیاء کی ہوتی ہے اس مرتبہ کا نام بیگو گیت ہے اس نے اپنی خرافات کو ''اقواۂ مقدسہ'' کے نام سے موسوم کیا۔ وہ کسی مذہب سے سروکار نہیں رکھتا تھا اس کے مرید ''فربود'' کہلاتے تھے، نماز کام دید تھا اس کے مریدوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچی جب شاہ دہلی فرخ سیر اس کے مریدوں میں داخل ہوا تو ''نمود انمود'' کا ڈنکا بجنے لگا اتفاق سے اس کے خلیفہ سے اختلاف ہو گیا تو خلیفہ نے اس کا سارا ڈھونگ ظاہر کر دیا۔

مرزا غلام احمد کا انجام

مرزا کا تعارف...... پیدائش

مرزا اپنی تاریخ پیدائش 1255ھ یا 1256ھ بمطابق 1839ء یا 1840ء بتلاتے ہیں (کتاب البریہ ص 146) بروز جمعہ بوقت صبح: جبکہ تریاق القلوب صفحہ نمبر 63 پر مرزا نے 1261ھ بمطابق 1845ء پیدائش لکھی ہے۔

نسب نامہ

غلام احمد بن غلام مرتضیٰ بن عطاء محمد بن گل محمد بن فیض محمد بن الہ دین بن جعفر بیگ بن محمد بیگ بن عبدالباقی بن محمد سلطان بن ہادی بیگ وغیرہ

عبرت ناک موت

26 مئی 1908ء کو لاہور میں بروز پیر کو لیٹرین میں عبرت ناک موت ہوئی۔

جائے پیدائش

آبائی وطن قصبہ قادیان جو کہ لاہور سے شمال مشرق میں ضلع گورداس پور تحصیل بٹالہ پنجاب (ہند) میں واقع ہے۔

خاندان

والد کا نام غلام مرتضیٰ والدہ کا نام چراغ بی بی عرف گسیٹی۔ دادا کا نام عطاء محمد اور پردادا کا نام گل محمد تھا جو کہ قراچار لاس نامی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔

نوٹ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مذکورہ نسب کا ذکر اپنی کتاب " کتاب البریہ ص 142 اور ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص "77" پر کیا ہے۔

تنبیہ

یہ بات یاد رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مذکورہ نسب نامہ کا انکار کر کے خود مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو اس کے بعد خود کو کبھی فارسی النسل کہا اور کبھی اپنا تعلق مغل خاندان سے بتلایا اور کبھی خود کو چینی النسل کہا اور کبھی یہودی النسل، کبھی اسرائیلی کہا اور کبھی حضرت فاطمہ کی نسل سے اپنی نسبت کو قائم کیا۔

مرزا کے خونی رشتے

مرزا کے بقول! یہ اپنے والدین کی آخری اولاد تھے جو اپنے چار بہن بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ بڑی بہن مراد بی بی پھر چھوٹے بھائی غلام قادر پھر وہ بھائی جو بچپن میں فوت ہو گیا تھا۔ پھر مرزا جو جنت بی بی سے چھوٹے تھے جو کہ مرزا سے جڑواں پیدا ہوئی۔ اس طرح مرزا اپنے پانچ بہن بھائیوں میں سے چھوٹے تھے۔

بچپن

مرزا غلام احمد بچپن سے ہی انتہائی ضدی اور چوریاں کرتا تھا۔ جیسے ایک دفعہ ساتھیوں کے کہنے پر گھر سے چینی چوری کرنے گیا تو غلطی سے نمک اٹھالایا تو راستے میں مٹھی بھر کر کھانے لگا تو معلوم ہوا کہ نمک ہے۔ اسی طرح فلمیں دیکھتا تھا جیسے مفتی صادق بیان کرتا ہے کہ محمد خاں اور منشی ظفر (امرتسر) مرزا سے ملنے آئے تھے۔ مفتی صادق کا کہنا ہے کہ میں رات سینما دیکھنے گیا تو منشی ظفر کو پتہ چل گیا تو اس نے مرزا غلام احمد کو شکایت کر دی تو مرزا غلام احمد صاحب نے کہا کوئی بات نہیں بچپن میں میں بھی جاتا تھا تاکہ پتہ چلے کہ وہاں کیا ہوتا؟ اس کے علاوہ مرزا غلام احمد شرابی تھا جیسے قادیان سے خط لکھ کر مرزا یار محمد کو دے کر بھیجا حکیم محمد حسین کی طرف کہ ان کو ٹانک وائن کی ایک بوتل پلومر کی دوکان سے خرید کر دینا اور افیون بھی استعمال کرتا تھا۔

(خطوط امام بنام غلام ص5: اور الفضل ج1: ص-417 : مورخہ 19 جولائی 1929ء)

تعلیم

مرزا نے تقریباً سات سال کی عمر میں مولوی فضل الٰہی صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا جو کہ قادیان کے رہائشی تھے۔ اور ان سے فارسی زبان بھی سیکھی۔ دس سال کی عمر میں مولوی فضل احمد (جو کہ فیروز پور ضلع گوجرانوالہ کے رہائشی تھے) سے نحو وصرف کی تعلیم حاصل کی۔ (کتاب البریۃ: حاشیہ 148، 149) پھر منطق اور حکمت کی تعلیم

معروف شیعہ استاد مولوی گل شاہ سے حاصل کی (کتاب البریۃ ص 150)۔

شادی

مرزا غلام احمد قادیانی کی شادی تقریباً پندرہ برس کی عمر میں نصرت جہاں بیگم سے ہوئی جو کہ مرزا شیر علی ہوشیار پوری کی بہن تھی اس میں سے پہلا لڑکا سلطان احمد اور دو سال بعد فضل احمد پیدا ہوا (سیرت المہدی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 196، 197)

جوانی

مرزا غلام جوان تھا تو ان کے باپ نے ان کو پینشن (جو کہ سات سو روپے انگریز کی طرف سے مقرر تھی) لینے بھیجا۔ اور وہ پنشن لیکر اپنے چچازاد بھائی امام الدین کے ساتھ تمام رقم ضائع کر آیا تو امام الدین گھر چلے گئے اور مرزا غلام احمد نے سیالکوٹ آ کر نوکری شروع کر دی جس کا دورانیہ چار سال ہے اس وقت عمر 25 سال کی تھی۔ پھر اس کے بعد کچہری میں، پندرہ روپے میں ملازمت اختیار کی۔ اور پھر تقریباً 1868ء میں ملازمت چھوڑ کر قادیان واپس چلا گیا۔

قادیان میں قیام کے بعد

مرزا غلام احمد نے قادیان واپس آ کر گھر والوں سے بالکل علیحدگی اختیار کر لی تو چلہ کشی اور وظائف میں مشغول رہا جس کا دورانیہ تقریباً 9 ماہ تک ہے۔ خوراک کم کر دی، بیداری کی حالت میں روحیں دیکھیں اور دیگر عجائبات کی زیارت نصیب ہوئی۔ جس کو مرزا غلام عبادت اور زھد وورع شمار کرتا تھا مگر افسوس کہ اسکو اسکے والد بدچلن اور آوارہ قسم کا انسان تصور کرتے تھے۔

مرزا کا اخلاق

مرزا کی بداخلاقی کا یہ عالم تھا کہ گالی گلوچ بکواسات اور گند بکتا تھا۔ مندرجہ ذیل

باتوں سے مرزا کا اخلاق واضح ہوتا ہے:

1۔ مرزا کا کہنا ہے کہ جو ہماری فتح کو نہیں مانتا اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے۔
(روحانی خزائن جلد 9 صفحہ نمبر 31)

2۔ مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ جو ہماری دعوت کی تصدیق نہیں کرتا وہ کنجریوں کی اولاد ہے۔ (روحانی خزائن جلد 5 صفحہ نمبر 547-548)

3۔ مرزا کا کہنا ہے کہ میرے دشمن (یعنی جو مسلمان ہیں اور محمد کو آخری نبی تصور کرتے ہیں اور مرزا کو کافر قرار دیتے ہیں) جنگلوں کے خنزیر اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بتر ہیں) مولویوں کو پالید خنزیر مردار کھور گندی روحیں اور اندھیرے کے کیڑے بکتا ہے (روحانی خزائن جلد 11 صفحہ نمبر 305)

نوٹ

مذکورہ بالا چند ایک مثالیں آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی ہیں جبکہ مزید آپ مرزا کی کتابوں سے پڑھ سکتے ہیں جیسے : خدا کو زانی قرار دینا (نعوذ باللہ) اور مولانا ثناءاللہ امرتسری پر لعنت کرنا عیسائیوں پر لعنت کرنا اور جھوٹ بولنا وغیرہ۔

معلوم ہوا کہ مذکورہ صفات کا حامل شخص نبی ہونا تو درکنار ایک شریف النفس انسان بھی ثابت نہیں ہوسکتا بلکہ بداخلاق ودجال رئیس الشیاطین پرلے درجے کا دیوانہ بیوقوف اور پاگل شخص تصور ہوتا ہے۔

مرزا کا کردار

مرزا کے کردار کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات بعید نہیں کہ کوئی قادیانی لاہوری ہو یا اصلی قادیانی ہوحتی کہ اس کا پشت پناہ انگریز بھی اس کو جوتے مارنے پر فخر محسوس کرے کیونکہ غیرت انسانی اور فطرت انسانی برے کام کو ناپسند کرتی ہے۔

انسانی فطرت ہے کہ انسان کو اس کا کردار خود ہی آئینہ میں دکھلا دیتا ہے کہ تیری

حقیقت کیا ہے۔ بلکہ اس کی بداخلاقی اور بدکرداری سے پتہ چلتا ہیکہ یہ تو انسان کہلوانے کا بھی حق دار نہیں ہے۔

جیسے شرابی، زانی، چور، مکار، دھوکا باز بے حیاء غیر محرم عورتوں سے میل جول رکھنے والا اور ٹانگیں دبوانے والا۔

نبی تو درکنار انسان کہلاوانے کا حق دار بھی نہیں رکھتا۔ یہ مذکورہ صفات ایسی ہیں کہ جو انسان کو انسانیت سے نکال کر حیوانیت کی صف میں کھڑا کر دیتی ہیں۔

مندرجہ ذیل واقعات سے مرزا کا کردار واضح ہوتا ہے۔

1۔ علامہ اقبال کے عربی اور فارسی استاد مولوی میر حسن سیالکوٹی کا کہنا ہے کہ مرزا نے قرآن کیا اختتام پر یعنی سورۃ الناس کے بعد قوت باہ کا نسخہ لکھ رکھا تھا۔
(رئیس قادیان صفحہ نمبر ' 17 مرزائیت اپنے آئینہ میں صفحہ نمبر 17)

2۔ غیر محرم عورتوں سے خلوت اختیار کرنا چھونا بدنظری سے دیکھنا اس کی عادت تھی۔

مرزا صاحب کی خدمت کرنیوالی عورتیں

1۔ رات کو خدمت کرنے والی رسول بی بی اھلیہ محمد دین اور اھلیہ بابوشاہ دین ہوتی تھی۔ (سیرت المہدی جلد نمبر 3 صفحہ 213)

2۔ رات کو ٹانگیں دبانے والی مائی بانو جو کہ ایک دفعہ ٹانگوں کی جگہ پر پلنگ کی پھٹی دبانے لگی۔ (سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 210)

3۔ ڈاکٹر عبدالستار کی بیٹی زینت بی بی تین ماہ تک خدمت کرتی رہی۔
(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 272-273)

4۔ ڈاکٹر نور محمد لاہوری کی بیوی معروف ڈاکٹرنی قادیان جا کر مرزا کے مکان میں رہی اس کی خدمت کرتی رہی اور اس کی وفات کے بعد مرزا نے ان کے ڈوپٹے کو کھڑکی کی سلاخوں سے بندھوا دیا۔ (سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 126)

مرزا صاحب کی بیماریاں

مرزا صاحب کو اتنی بیماریاں تھی کہ شمار کرنا مشکل ہے جن سے مرزا غلام احمد کا پاک رہنا بھی ممکن نہیں ہے ۔ جیسے 100 دفعہ دن میں پیشاب کا آنا قوت باہ کی بیماریاں' سر کا درد، براھاضمہ، مراق، خونی قے، گردہ درد، دست ہی دست وغیرہ۔

اس کے علاوہ اور بھی بیماریاں ثابت کرتی ہیں کہ مرزا صاحب کا پاک رہنا ناممکن تھا: نماز، روزہ، حج اور دیگر عبادات کیسے سرانجام دیتا ہوگا؟ کیا ناپاکی کی حالت میں؟ اور یہ ایسی حالت ہے جو دیوانہ شخص کی نشانی اور مرگی کے مریض کو لاحق رہتی ہے۔

ذرا غور کریں ان بیماریوں سے مرکب شخص سے ایک سچے نبی کی صفات کا حامل کیسے ہوسکتا ہے،؟ جبکہ نبی تو بے داغ اور پاکیزہ ہوتا ہے۔

(ملفوظات صفحہ 445 جلد نمبر 8 (قادیانیت اسلام اور سائنس کے کٹہرے میں صفحہ 77 تا 93)

مرزا کے دعوے

مرزا کے دعوؤں کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے

1۔ 1882ء سے 1890 تک پہلا دور:

جب مرزا نے نہ آخری نبی ہونے کا دعوی کیا تھا۔ نہ مسیح معبود ہونے کا دعویٰ کیا تھا ۔ بلکہ کہتا یہ تھا کہ اللہ تعالی نے پیار سے مجھے محدث، مجدد، مبلغ، یوسف، یونس، نوح، مزمل ، مدثر کہا۔ اور مرزا صاحب خود کو مثیل مسیح کہتا تھا۔

(براھین احمدیہ جلد 2 صفحہ 217 تا 267)

2۔ 1891ء تا 1901ء تک دوسرا دور بائیس جنوری 1981ء کو مرزا نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں اور ان کو سولی دی گئی ہے اور بے ہوش ہو گئے اور یہودیوں نے دفن کر دیا اور وہ زندہ ہو گئے 40 دن تک اپنے شاگردوں کو نظر آتے رہے پھر ہجرت کرکے کشمیر آ گئے وہاں 84 تا 87 سال زندہ رہے پھر فوت ہو گئے

اور وہاں ہی دفن ہوئے۔ اور مرزا نے بعض جگہ فلسطین میں دفن ہونے کا بھی ذکر ہے۔ اور بعض جگہ مدینہ منورہ میں دفن ہونے کا ذکر ہے۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے مسیح معود ہونے کا دعویٰ کیا۔

(روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 468، صفحہ 192 پر خود ہی مسیح ہونے کا انکار کر دیا)

3۔ 1901ء سے آخر تک تیسرا دور 1901ء سے مرزا نے خود آخری نبی محمد ﷺ، خدا کا بیٹا، اور خدا، مریم علیہ السلام وغیرہ ہونے کا دعویٰ کیا۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 127)

مرزا کے الہامات

1۔ عربی میں الہام:

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا کہ انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع الوقتہ

2۔ انگریزی میں الہام:

I shall yoU I love you ایلی نوش نامی فرشتہ الہام (وحی) لیکر آیا'

مجھے معلوم ہوا کہ انگریز سر پر کھڑا وحی کر رہا ہے۔

(براھین احمدیہ روحانی خزائن ج 4 ص 572)

نوٹ

اس کے علاوہ مرزا کو عبرانی، پنجابی، فارسی، ہندی اور دیگر زبانوں میں الہامات ہوتے رہتے جو کہ مرزا کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

مرزا کے فرشتے

فرشتے اللہ تعالیٰ کی بڑی مخلوق ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بندوں تک پہنچانے کا کام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور آپ ? اللہ کے آخری نبی ہیں جن پر وحی کا آغاز غارِ حرا سے ہوا اور فرشتہ وحی لیکر آنے والا بڑا ہی معزز اور مکرم فرشتہ ہے جسے جبرائیل علیہ السلام کے نام سے جانا جاتا ہے، لہٰذا نبوت کے جھوٹے مدعی پر وحی لانے والے فرشتوں کا ذکر پیش خدمت ہے پڑھتے جائیں اور شرماتے جائیں۔

مرزا پر وحی لانے والے چند ایک فرشتے مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ ٹیچی ٹیچی فرشتہ: مرزا صاحب نے ذکر کیا کہ 5 مارچ 1905ء میں مجھے خواب آیا کہ ایک فرشتہ کھڑا ہے جس کو ٹیچی ٹیچی نام سے پکارا جاتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 232)

2۔ درشنی نامی فرشتہ: مرزا صاحب نے فرشتہ دیکھا جو کہ بیس برس کی عمر کا نوجوان اور انگریز کی شکل کرسی لگائے بیٹھا ہے: جس سے مرزا صاحب نے دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ اس نے بتایا میں درشنی نامی فرشتہ ہوں۔ (تذکرہ صفحہ 31)

3۔ مٹھن لال نامی فرشتہ: مرزا غلام نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ ہے جس کو مٹھن لال کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ (تذکرہ ص (515)

نوٹ

ٹیچی ٹیچی، درشنی، مٹھن لال اور اس کے علاوہ شیر علی، حفیظ، خیراتی وغیرہ مرزا پر وحی لانے والے فرشتے ہیں۔

مرزا کے جھوٹ

نبی تمام لوگوں کیلئے نمونہ ہوتا ہے اور اسکے ساتھی بھی نمونہ ہوتے ہیں۔ ان کے

اخلاق وکردار کو دیکھا جائے صداقت وشرافت، زھد وتقوی جیسی صفات حمیدہ کے حامل ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ ? اور صحابہ کرام کی صداقت تمام لوگوں میں مشہور تھی۔ اپنے تو اپنے غیر بھی گواہی دیتے تھے۔

نوٹ

جھوٹ نا صرف اسلام میں بلکہ ہر مذہب میں معاشرتی اور اخلاقی برائی سمجھا جاتا ہے۔ اور انبیاء کرام 'صحابہ وتابعین جھوٹ جیسی صفت رزیلہ سے پاک تھے۔

تنبیہ

اسی تناظر میں مرزا غلام احمد کا جائزہ لیا جائے گویا مرزا ان صفات حمیدہ کا حامل تھا؟ تو بڑے غور وفکر، تدبر اور چھان بین کے بعد انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مرزا غلام احمد ان صفات حمیدہ سے عاری تھا۔ اور صفات رزیلہ سے مرکب تھا۔ جیسا کہ مرزا غلام کے چند جھوٹ ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ مرزا غلام احمد نبی نہیں بلکہ کائنات کا بدترین شخص تھا۔

جھوٹ نمبر: 1۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے کہ تفسیر ثنائی میں لکھا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق فہم قرآن سے ناقص تھے۔ (روحانی خزائن جلد 21 ص 410)

اصل بات یہ ہے کہ مرزا غلام نے حضرت ابوبکر صدیق کو ناقص الفہم لکھ کر گستاخی کی ہے اور لعنت سے بچنے کیلئے تفسیر ثنائی کا حوالہ دیا ہے۔ یہ ہے نبی جو لوگوں پر جھوٹ باندھتا ہے۔

جھوٹ نمبر: 2۔ مرزا غلاما حمد نیاسلام کے دفاع میں (حق برہنی) پچاس جلدوں :تین سو دلائل پر مشتمل کتاب لکھنے کا دعوی کیا مگر پانچ جلدیں لکھ کر کہنے لگا کہ 5 اور 50 میں کوئی فرق نہیں صرف صفر کا فرق ہے۔

جھوٹ نمبر: 3۔ مرزا غلام کا کہنا ہے کہ مسیح موعود کی تکفیر ہوگی۔ تو علماء وقت اس کو

کافر قرار دیں گے اور کہیں گے کہ اس نے ہمارے دین وملت کا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔

(روحانی خزائین ج 17 ص 213)

نوٹ

تو یہ بات "اظہر من الشمس " ہے کہ مسیح موعود کے متعلق ایسی کوئی بات احادیث میں نہیں لکھی۔ بلکہ وہ تو اللہ کے برگزیدہ بندے اور نبی تھے تو ان کو کافر کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا افتراء اس پر ہی صادق آتا ہے۔ جس سے جھوٹا' دجال' کافر، لعنتی، منہ سے مسیح موعود کہلوا کر ان کا جھوٹ ثابت کر دیا۔ جس کو علماء وقت نے کافر قرار دیا تو یہ مرزا غلام ہے نہ کہ مسیح ابن مریم۔

مرزا کی چند پیش گوئیاں جو جھوٹی ہوئیں

پیش گوئی کا تعلق مستقبل میں صادر ہونے والے واقعات سے ہوتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی غیبی خبریں جو صدیاں گزر جانے کے بعد بھی من وعن پوری ہو رہی ہیں۔ جبکہ مرزا کی پیشین گوئیاں ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ کیا یہ سچا نبی ہونے کا حق رکھتا ہے؟

پیش گوئی نمبر: 1۔ مرزا غلام نے کہا کہ محمدی بیگم جو کہ امام دین کی بھانجی اور احمد بیگ کی مسلمان بیٹی تھی۔ اس سے میری شادی ہوگی، جبکہ یہ شادی سلطان محمد فوجی سے ہوئی اور مرزا غلام نے پیش گوئیاں شروع کر دیں کہ اڑھائی سال کے اندر سلطان محمد فوجی کے مرنے کے بعد محمدی بیگم سے میرا نکاح ہوگا لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔

(انجام آتھم صفحہ نمبر 31' حیات ناصر صفحہ نمبر 14) مرزا غلام 1908ء کو فوت ہوا جبکہ سلطان محمد فوجی 1964ء کو فوت ہوا۔

مرزا کی چند گستاخیاں

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے' جو تمام جہانوں کا پالنے والا حفاظت کرنے والا اور

نظام کائنات چلانے والا ہے۔ اور زندگی موت، غریبی، امیری، عزت وذلت، اور دیگر تمام اختیارات کا خالق ومالک ہے وہ تمام صفات کاملہ سے متصف ہے، ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے اور تمام نقائص سے بھی پاک ہے۔ مثلاً نیند، اولاد، بیوی، کھانا وغیرہ کی حاجت نہیں ہے، تو مرزا جھوٹے نبوت کے مدعی نے اللہ تعالیٰ کی گستاخی کرتے وقت حد فاصل کو بھی کراس کر دیا ہے۔ ذیل میں مرزا کی چند گستاخیاں پیش خدمت ہیں خدا کے متعلق مرزا کی گستاخیاں۔

گستاخی نمبر: 1۔ مرزا کا کہنا ہے کہ کیا کوئی عقل مند سوچ سکتا ہے کہ خدا بولتا کیوں نہیں؟ بعد میں سوال ہوا مرزا سے کہ بولتا کیوں نہیں؟ مرزا نے خود ہی کہہ دیا (معاذ اللہ) زبان میں کوئی مرض لاحق ہو گیا ہے۔

(ضمیمہ براھین احمدیہ حصہ پنجم ص 144، روحانی خزائن جلد 21 ص 312)

گستاخی نمبر: 2۔ وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے وہ کہتا ہے کہ انسان کہاں بھاگ سکتا ہے میں چوروں کی طرح معاذ اللہ پوشیدہ آؤنگا۔

(تجلیات الٰہی ص نمبر 4، روحانی خزائن جلد نمبر 20 ص (396)

گستاخی نمبر: 3......مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ میں عورت تھی۔ "مریم" خدا نے مجھ سے رجولیت کی مجھے حمل ہو گیا۔ اور عیسیٰ کی روح مجھ میں پھونکی گئی، آخر کار 10 ماہ بعد وضع حمل ہوا تو میں عیسیٰ ہی پیدا ہوا جو کہ مسیح موعود ہوں۔

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34، براھین احمدیہ حصہ 3،4، کشتی نوح ص نمبر (47)

نوٹ

مرزا نے دیگر خدا تعالیٰ کی گستاخیاں بھی کی ہیں۔ جیسے کبھی کہا میں سورج ہو، کبھی کہا میں خدا ہو، کبھی کہا میں چاند ہو، کبھی کہا اللہ نے میری (مرزا) کی تعزیت کی وغیرہ۔

نبی کریم ﷺ کی گستاخیاں

گستاخی نمبر:1۔آپ ﷺ کے تمام کمالات میرے اندر ہیں۔

حوالہ(کلمۃ الفصل ص نمبر113،مرزا بشیر احمد کی کتاب ہے)

گستاخی نمبر:2۔آپ کے 3000 معجزات ہیں۔

حوالہ(تحفہ گولڑویہ ص نمبر 67)

میرے(مرزا)کے 1000000لاکھ معجزات ہیں۔

حوالہ(روحانی خزائن جلد نمبر 21 ص نمبر 63)

نوٹ:۔آپ ﷺ کی دیگر گستاخیاں مرزا کی زبانی جیسے میں خاتم النبیین ہوں قادیان میں محمد کا نازل ہونا،من فرق بيني وبين المصطفٰی فما عرفني وعریٰ۔

مرزا کی تمام انبیاء کرام کے متعلق گستاخیاں

مرزا کا کہنا ہے میں حضرت آدم علیہ السلام،نوح علیہ السلام،ابراہیم علیہ السلام، اسحٰق علیہ السلام،یعقوب علیہ السلام،اسماعیل علیہ السلام،موسیٰ علیہ السلام،عیسیٰ بن مریم علیہ السلام،اور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

نوٹ

قارئین کرام ذرا سوچیئے مرزا کا مذکورہ فلسفہ کس قدر گستاخانہ ہے۔کہ مرزا برے اخلاق وکردار اور دیگر لغویات کا مرکب تھا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ(معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)انبیاء کرام بھی انہی صفات رذیلہ کے حاملین تھے۔

مرزا کی قرآن پاک کی گستاخیاں

گستاخی نمبر:1۔مرزا بیان کرتا ہے قرآن کے متعلق کہ(انّا انزلنا علیکم قریبا من القادیان)

حوالہ(تذکرہ(مجموعہ وحی والہامات،مرزائیوں کا قرآن)ص نمبر 59 طبع چہارم)

نمبر:2۔(ما انا الا کا لقرآن وسیظھر علی یدی ماظھر من الفرقان)

یعنی مرزا نے خود کو قرآن کہہ دیا۔حوالہ(تذکرہ ص570 طبع چہارم نمبر3)

نمبر:3۔قرآن کریم خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔

حوالہ(تذکرہ ص77 طبع چہارم)

صحابہ اکرام کی گستاخیاں

جس شخص نے نہ قرآن کو معاف کیا نہ خدا تعالیٰ کو نہ انبیاء کو اس پر کیسے اُمید کی جا سکتی ہے کہ وہ صحابہ کرام پر طعن وتشنیع نہ کرے گا۔

گستاخی نمبر:1۔صحابہ اکرام کی گستاخی کرتے ہوئے مرزا کہتا ہے کہ ابن سیرین سے میرے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابو بکر صدیق سے بہتر ہے اس نے کہا کہ وہ تمام انبیاء سے بہتر ہے۔حوالہ(مجموعہ اشتہارات جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 396)

گستاخی نمبر:2۔مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے کہ ابوبکر،عمر کیا تھے وہ تو میرے جوتے کے تسموں کے برابر بھی نہیں تھے۔

حوالہ(ماہنامہ المہدی جنوری،فروری1915ء 3/ 5 صفحہ نمبر 57)

نوٹ

نیز مرزا نے اپنے خلیفہ اول کو حضرت ابو بکر خلیفہ ثانی کو حضرت عمر اور خلیفہ ثالث کو حضرت عثمان خلیفہ چہارم کو حضرت علی قرار دے دیا۔نیز حضرت حسین کی 100 قربانی کو اپنے ایک لمحہ کے برابر قرار دیا۔

نیز۔مرزا رقم طراز ہے۔

شعر:......

کربلا ئیست سیر ہر آنم......صد حسین است در گریبانم

مرزا قادیانی آنجہانی کی گستاخیوں کو دیکھنے کے لیے فقیر اویسی غفرلہ کی تصانیف"

"مرزا قادیانی کی کذب بیانی" اور "مرزا قادیانی کافر کیوں؟" کا مطالعہ کریں۔

1882ء میں دعویٰ کیا کہ اسے کثرت سے الہامات ہوتے ہیں۔ پھر 1888ء میں مہدی موعود بنا، 1901ء میں مرزا نے ظلی و بروزی اور غیر تشریعی نبی اور پھر اصلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور 29 مئی 1908ء کو اچانک قہر خدا کا شکار ہوا اور ہیضہ میں مبتلا ہو کر لاہور میں پاخانے کے اندر موت واقع ہوئی۔

قادیانی تحریک کو جہنم رسید کرنے میں علماء مشائخ کرام کا کردار

عجیب بات ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کو دنیا بھر کے مسلمانوں میں صد سالہ کوششوں اور کاوشوں کے بعد چند لاکھ کی زاغ صفت، مفاد پرست نفری نے ہی نبی مانا اور باقی سوا ارب مسلمانوں نے اس کو دجال اور کذاب قرار دیا۔ اس پر کوئی فخر کرے کہ انہوں نے اتنے عقیدت مند پیدا کر لئے اور اسلام کو اتنی خدمت کی تو ہم گزارش کریں گے کہ تم مرزا صاحب کو اس لئے نبی مانتے ہو کہ انہوں نے چند کافروں کو کلمہ پڑھایا۔ ہم اولیائے کرام کے زمرے میں آپ کو ایسے مبلغ دکھاتے ہیں جنہوں نے ہزاروں، لاکھوں کفار کو کفر کی ظلمتوں سے نکال کر ہدایت کی شاہراہ پر گامزن کر دیا۔ خواجہ خواجگان سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے لاکھوں مشرکوں کو مسلمان کیا۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا دریائے فیض آج تک تشنگان معرفت کی پیاس بجھا رہا ہے۔ حضرات مشائخ چشت اہل بہشت اور دیگر اولیائے کرام نے اسلام کی جو خدمات سرانجام دیں، ان کے مقابلے میں ساری ذریت مرزائیہ کی تبلیغی کوششوں کی نسبت سمندر اور قطرے کی بھی نہیں۔

ان کارہائے نمایاں کے باوجود ان حضرات نے نہ نبوت کا دعویٰ کیا نہ مہدویت کا، نہ مسیحیت کا، نہ ظلی نبوت کا، نہ بروزی نبوت کا بلکہ انہوں نے ساری زندگی اپنے آپ کو غلامانِ مصطفیٰ ہی کہا اور اسی غلامی کو اپنے لئے باعثِ صد افتخار اور موجب سعادت دارین سمجھا۔

تاجدارِ گولڑہ سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حیف ہے اس شخص پر جو اتنے بڑے بلند و بانگ دعوے کرے اور حالت یہ ہو کہ جب فخر السادات علامہ دوراں، نائب غوث الوریٰ سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کلمہ طیبہ کے معنی پوچھے تو اس کے ہوش اڑ گئے اور پھر جب اس نے اعجاز المسیح نامی کتاب بطور معجزہ پیش کی تو حضرت پیر صاحب نے اپنی مشہور زمانہ کتاب سیف چشتیائی میں ایک سو کے لگ بھگ غلطیاں نکالیں اور خاص طور پر فی سبعین یوما من شهر الصيام پر تو طلبا نے بھی آوازیں کسیں کہ قادیانی کا رمضان شریف ۷۰ دنوں کا ہوتا ہے۔ پھر مرزا صاحب نے خود عیسیٰ ابن مریم بننے کیلئے عجیب و غریب تاویلات باطلہ سے کام لیا۔ خود ہی مریم بن کر عیسیٰ کو جنم دے کر ابن مریم بنتا ہے اور قادیان کو دمشق کا نام دیتا ہے اور اپنے لئے ایک منارہ بھی بنواتا ہے حالانکہ مرزا اور اس کے ماننے والے بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ احادیث کی رو سے وہ منارہ جہاں عیسیٰ علیہ السلام نے اترنا ہے وہ ان کے نزول سے پہلے موجود ہونا چاہئے تھا اور یہاں تو یہ جھوٹا مسیح موعود (مرزا قادیانی) آنے کے بعد منارہ خود تعمیر کرواتا ہے۔ وہ مقام جہاں عیسیٰ ابن مریم دجال کو قتل کریں گے وہ لد ہے جو موجودہ اسرائیل میں ہے۔ قادیانیوں نے اس کی بھی بے جا اور بعید از عقل تاویلات کیں اور بالآخر تھک ہار کر یہ کہہ دیا کہ لد سے مراد لدھیانہ ہے جہاں سب سے پہلے مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ ان تاویلات باطلہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ایک جھوٹے، کاذب بہروپ کا صریح ارتکاب ہے کہ علی الاعلان کیا گیا ہے۔

مرزا قادیانی کو خواہ مخواہ زعم ہو گیا کہ علمائے اسلام سو کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ مرزا نے ایام الصلح میں چیلنج دیا کہ اس وقت آسمان کے نیچے کسی کی مجال نہیں جو میری برابری کر سکے۔ میں اعلانیہ اور بلا کسی خوف تردید کے کہتا ہوں کہ اے مسلمانو! تم میں بعض لوگ محدثیت اور مفسریت کے بلند و بانگ دعوے کرتے ہیں اور بعض از راہ

ناز، زمین پر پاؤں بھی نہیں رکھتے اور کئی خدا شناسی کا دم مارتے ہیں اور چشتی، قادری، نقشبندی اور سہروردی اور کیا کیا کہلاتے ہیں ذرا ان سب کو میرے سامنے لاؤ۔ پھر مرزا صاحب نے ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء کو حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ کو عربی میں تفسیر نویسی کا چیلنج دیا اور ایک اشتہار کے ذریعے ہندوستان کے ہر مکتبہ فکر کے چھیاسی علما کی ایک فہرست شائع کر کے تمام ہندوستان کے علما کو چیلنج دیا۔ حضرت پیر صاحب نے جواب میں ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو بمقام لاہور مناظرہ کی تاریخ مقرر فرما کر مرزا صاحب کو مطلع کر دیا کہ آپ ازراہِ مہربانی تاریخ مقررہ پر تشریف لے آئیں میں بھی حاضر ہو جاؤں گا۔ ساتھ ہی حضرت پیر صاحب کی طرف سے تقریری بحث کی دعوت دی گئی تا کہ عوام الناس بھی سمجھ سکیں کہ اس مسئلے میں فریقین کیا کہتے ہیں اور کون صحیح ہے؟ مرزا صاحب تقریری بحث کیلئے کسی صورت تیار نہ ہوئے۔ جب مناظرہ کا دن قریب آ گیا تو ملک کے طول و عرض سے ہزار ہا مسلمان لاہور پہنچ گئے۔ علما، مشائخ، درویش اور ہر طبقہ و فرقہ کے لوگ حتیٰ کہ قادیانی جماعت کے مرید و متفق اور ہمدرد و مائل بھی دور و نزدیک سے جمع ہو گئے۔ لاہور کے بازاروں میں لوگوں کے ٹھٹھ لگ گئے۔ اس خاص موقع پر تو ہجوم خلائق کی آمد کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ جیسی مشہور زمانہ روحانی اور علمی احترام شہرت کے حامل شخصیت پہلی بار اسلام پر قادیانیت کے خطرناک حملوں کے دفاع میں علمائے دین کی اس قدر بڑی اور فقید المثال تعداد میں سب کی طرف سے متفقہ نمائندہ اور قائد کی حیثیت سی میدانِ مناظرہ مباحثہ میں تشریف فرما ہو رہی تھی اور تمام موافق و متردد یا مخالف حضرات اپنی آنکھوں سے بیسویں صدی کی سب سے بڑی اشتہاری تحریک کا حشر دیکھنا چاہتے تھے۔

سبحان اللہ! اسلامیانِ ہند کی اس علمی، دینی اور روحانی قیادت کے وقت پیر مہر علی شاہ صاحب کی عمر شریف صرف ۴۲ برس کے قریب تھی۔ انہیں فارغ التحصیل ہوئے ۲۲ سال گزر چکے تھے۔ خلافتِ ارشاد کا ۱۸ سال تھا اور ادائیگی حج کے بعد مسندِ ارشاد پر

صرف ۱۰ برس کا عرصہ گزرا تھا۔ ہاں ایک وہ وقت تھا جب منبر پر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بول رہے تھے (سلونی سلونی قبل تفقدون) یعنی میرے اس دنیا سے اٹھ جانے سے پہلے پوچھ لو جو پوچھنا چاہتے ہو یا پھر پیر صاحب علما مشائخ کے ہزاروں کے مجمع میں بول رہے تھے کہ اب علی کا بیٹا اور غوث الاعظم کا نورِ نظر مرزا کی اس تحدی اور مبارز طلبی اور تعلّی و شیخی کے جواب میں میدانِ مناظرہ میں حاضر ہے۔ اب اگر کسی میں ہمت و جرات ہے تو سامنے آئے۔

مگر نبوت و امامت کے جھوٹے دعویدار کو اب قدم باہر نکالنے کی جرأت نہیں ہو رہی تھی۔ ۲۴ راگست ۱۹۰۰ء کو حضرت قبلہ پیر صاحب علما و مشائخ کی معیت میں لاہور تشریف فرما ہوئے تو علما و مشائخ اور عوام نے آپ کا فقید المثال استقبال کیا۔ آپ نے لاہور پہنچتے ہی سب سے پہلے یہ دریافت کیا کہ مرزا آیا ہے یا نہیں؟

مباحثہ کا انعقاد شاہی مسجد لاہور میں قرار پایا تھا۔ لہٰذا ۲۶-۲۵ راگست کو دونوں اطراف سے نمائندے اور عام مسجد میں ہو کر منتشر ہوتے رہے۔ لیکن مرزا کو نہ آنا تھا اور نہ آیا بلکہ قتل ہو جانے اور بے عزتی کا خطرہ ظاہر کر کے قادیان میں ہی دبک رہا۔ اس دوران قادیانی جماعت کے ایک وفد نے ایک اندھے اور اپاہج کے حق میں مباہلہ کرنے کی گزارش کی کہ اس طرح مستجاب الدعا کا پتہ چل جائے گا اور اس کے نتیجہ میں حق و باطل واضح ہو جائے گا۔ جواب میں حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ مرزا صاحب کو یہ کہہ دیں کہ اگر مردے بھی زندہ کرانے ہیں تو آ جائیں۔ اس موقع پر غیر مقلد عالم ثنا اللہ امرتسری نے کہا کہ میری طرف سے عرض کیجئے گا کہ مولوی عبد الکریم نابینا کو ضرور ہمراہ لائیں، وہ بوجہ حق الخدمت اس معجزہ کے حق دار بھی ہیں۔ اسی موقع پر مرزا صاحب کی طرف سے جب تحریری مناظرہ کے طور پر زود نویسی (تیز لکھنے) کے خدشہ کا اظہار کیا گیا تو حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ علمائے اسلام کا اصل مقصود تحقیقِ حق اور اعلائے کلمۃ اللہ ہوا کرتا ہے، فخر و تعلّی مقصد نہیں ہوتا وگرنہ جناب نبی کریم ﷺ کی اُمت میں اس وقت بھی

ایسے خادم موجود ہیں کہ اگر قلم پر توجہ ڈالیں تو وہ خود بخود کاغذ پر تفسیر قرآن لکھ جائے۔ ظاہر ہے کہ اس سے اشارہ خود اپنی جانب تھا۔ سبحان اللہ علم ہو تو ایسا، ولایت ہو تو ایسی کیا شان ہے۔

قلم کاغذ پر خود لکھے

ادھر حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے اتمام حجت کے لیے یہ فرما دیا کہ مرزا صاحب اور میں خالی کاغذ پر قلم رکھ دیتے ہیں جس کے قلم نے خود بخود تفسیر لکھ دی وہ سچا اور دوسرا جھوٹا ہوگا۔ دیکھنے سننے والے کہتے ہیں کہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی پر ایک ایسی کیفیت طاری تھی کہ اگر مرزا یہ چیلنج قبول کر لیتا تو پیر صاحب کی قلم از خود چلنے کی کرامت ظاہر کر ہی دیتی۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے انکار کرتے ہوئے لاف زنی شروع کر دی کہ میں نے سنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں اور مخالف علماء بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ وعظ کرتے پھرتے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی مجھے قتل کروانا چاہتا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 ص 350)

جب مرزا قادیانی کی آمد سے قطعاً مایوسی ہوگئی تو ۲۷ راگست کو شاہی مسجد میں مسلمانوں کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں علمائے کرام نے اس دعوت مناظرہ کی مکمل داستان بیان کر کے قادیانیت کی واضح تصویر لوگوں کے سامنے رکھی اور تمام مسالک کے سرکردہ علما نے ختم نبوت کی یہ تفسیر بیان کی کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا اور جو شخص بھی اس عقیدہ کا منکر ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانانِ برصغیر کا ایمان حضرت قبلہ عالم کی برکت سے محفوظ رکھا اور ہزار ہا سبکیاں اور ہزیمتیں لے کر قادیانیت کا یہ فتنہ دب گیا۔ علما اسلام کی کاوشوں سے ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں بھی قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا ہے

بلکہ صرف پاکستان ہی نہیں سعودی عرب، ہالینڈ، ملائیشیا اور انڈونیشیا کی حکومتوں نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔

اب بھی مختلف جگہوں پر مادی اسباب کی بدولت یہ فتنہ سر اٹھاتا رہتا ہے اور کم فہم مفاد پرست افراد کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ مسلمانانِ عالم کو اپنے اسلاف سے وابستہ رہتے ہوئے ان کے افکار و عقائد کو اپنا کر قادیانی فتنہ کی سرکوبی کیلئے متفقہ طور پر منظم طریقہ سے اپنا اپنا کردار کرنا چاہئے اور درج ذیل فکر کو عام کرنا چاہئے۔

حضرت سید پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

1900ء میں انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان نبوت کیا تو علمائے کرام اور مشائخ عظام نے ختم نبوت کی حقانیت کی تحریک میں پوری سرگرمی دکھائی۔ مگر اس سلسلہ میں جو کوششیں امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے کیں، وہ تاریخ کا ایک سنہری باب ہیں۔ آپ نے 22 مئی 1908ء کو بادشاہی مسجد میں خطبہ جمعہ میں لاکھوں کے اجتماع میں پیشگوئی فرما دی کہ مرزا غلام احمد کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے اور اللہ کریم اگلے چند دنوں میں اُمت مسلمہ کو اس سے نجات عطا فرمائے گا۔

مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت پر حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری ﷺ کا پانچ نکاتی بیان:

1۔ سچا نبی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا اس کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ روح قدس سے تعلیم پاتا ہے۔ بلاواسطہ اس کی تعلیم و تعلم خداوند قدس سے ہوتی ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف ہوتا ہے۔

2۔ ہر سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد یکدم اپنے رب العالمین مخلوق سے روبرو دعویٰ نبوت کر دیتا ہے۔ اور بتدریج آہستہ آہستہ اس کو درجہ نبوت ملتا ہے وہ نبی ہوتا ہے۔ وہ پیدائش سے نبی ہوتا ہے جھوٹا نبی برخلاف اس کے آہستہ آہستہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ پہلے محدث مجدد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

3۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم الانبیاء ﷺ تک جتنے نبی ہوئے تمام کے نام منفرد تھے کسی سچے نبی کا نام مرکب نہ تھا۔ برعکس اس کے جھوٹے نبی کا نام مرکب تھا۔

4۔ سچا نبی کوئی ترکہ نہیں چھوڑتا ہے اور جھوٹا نبی ترکہ چھوڑ کر مرتا ہے اور اولاد کو محروم الارث کرتا ہے۔

5۔ مرزائی جو مرزا غلام احمد کے پیرو ہیں وہ ختم نبوت کے قائل نہیں اور حضور علیہ السلام کی رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج کو مرزا غلام احمد کے لئے مانتے ہیں۔

(بحوالہ ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور اپریل مئی 1941ء ص 33)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

آپ فرماتے ہیں کہ قادیانی مرتد و منافق ہیں۔ مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے۔ اس کا ذبیح محض نجس مردار حرام قطعی ہے۔ مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والا اور جس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم اور ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ (احکام شریعت)

اور فرمایا کہ اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے اس سے قطع کر لیں۔ بیمار پڑنے پر پوچھنے کو جانا حرام مرجائے تو جنازے پر جانا حرام ہے۔ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام ہے اس کی قبر پر جانا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف)

مقدمہ بہاولپور قادیانیوں مرزائیوں کے خلاف

حضور تاجدار گولڑہ کے مرید صادق وخلیفہ مجاز اہلسنت کے مایہ ناز عالم حضرت الشیخ الجامع علامہ غلام محمد محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ بانی شیخ الجامع (وائس چانسلر) جامعہ عباسیہ بہاولپور کی مساعی جمیلہ سے پوری امت کے علماء فکر قادیانیوں کے خلاف صف آرا ہو گئے تو پورے متحدہ ہندوستان میں قادیانیوں کا کفر امت مسلمہ پر آشکارا ہوا۔ یوں تو ہندوستان کی مختلف عدالتوں نے قادیانیوں کے خلاف فیصلے دیئے۔ ماریشس تک کی عدالتوں کے فیصلہ جات قادیانیوں کے خلاف موجود ہیں۔ لیکن سب سے پہلا مقدمہ جس کو بہت زیادہ شہرت حاصل کی اور جو ہر عام وخاص کی توجہ کا مرکز بن گیا وہ مقدمہ بہاولپور ہے۔

حضرت الشیخ الجامع کی حق وصداقت کی آواز پر ہندوستان کے مختلف علمائے کرام بہاولپور جیسے دور افتادہ شہر میں آ کر کیس کی وکالت کی۔ اس مقدمہ کی ۲۴ جولائی ۱۹۲۶ء سے لے کرے فروری ۱۹۳۵ء تک کارروائی چلتی رہی۔ ہر پیشی پر حضرت شیخ الجامع محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ عدالت میں ایسے عقلی و نقلی دلائل دیتے کہ دنیائے مرزائیت میں لرزہ بپا ہو جاتا اس مقدمہ میں جج نے قادیانیت کے کفر پر عدالتی مہر لگا کر قادیانیت کے وجود میں ایسی کیل ٹھونکی جس سے قادیانیت بلبلا اٹھی۔ سپریم کورٹ کے تمام فیصلوں کی بنیاد یہی فیصلہ ہے جس کی کامیابی میں حضرت سیدنا پیر مہر علی قدس سرہٗ کے منظور نظر عالم ربانی حضرت شیخ الجامع محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ سب سے نمایاں ہیں۔ اس مقدمہ کو دیگر مسالک کے لوگوں نے کیش کرانے کی ناکام کوشش کی ہے مگر۔

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

(اس مقدمہ کی مکمل محقق تفصیل ضخیم کتاب'' شخصیت وافکار شیخ الاسلام محدث گھوٹوی'' باب ششم میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ مرتب)

مرزا قادیانی کی عبرتناک موت

مرزا قادیانی آنجہانی کی 25 مئی 1908ء کو شام کھانے کے بعد حاجت اچانک

بگڑنے لگی۔ اسے مسلسل اسہال شروع ہو گئے۔ ایک دو دفعہ رفع حاجت کے لیے لیٹرین گیا، بعد ازاں ضعف کی وجہ سے نڈھال ہو گیا۔ اس کے جسم کا پانی اور نمک ختم ہو گیا تھا۔ بلڈ پریشر کم ہونے سے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ آنکھیں اندر کو دھنس گئیں اور نبض اتنی کمزور ہو گئی کہ محسوس کرنا مشکل ہو گئی۔ مرزا بشیر احمد ایم، اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

حالت دگرگوں

(4) حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لیے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا، تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے، اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لیے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا: تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔ مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے۔ اس لیے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا۔ اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے۔ پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے۔ اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص 11 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

☆ بقول حکیم نورالدین ہیضہ کی صورت میں جب آنتیں متاثر ہوتی ہیں تو قے

کے ساتھ اسہال ہوتے ہیں۔ قے کا آنا بذاتِ خود کوئی بیماری نہیں بلکہ یہ متعدد بیماریوں کی علامت ہے۔ آنتوں کے فالج اور رکاوٹ میں غذا ہی قے کا باعث بنتی ہے۔ کھانے کے فوراً بعد شراب یا افیون کے استعمال سے بھی قے ہوتی ہے۔ اگر اسہال کے ساتھ قے بھی شامل ہو تو مرض اسہال کے بجائے ہیضہ بن جاتا ہے۔

(بیاضِ نورالدین ص 209)

☆ مسلسل اسہال اور قے کی وجہ سے مرزا قادیانی کے جسم، بستر اور کمرے میں سخت بدبو اور تعفن پھیل گیا تھا۔ اس کی حالت دگرگوں ہو گئی اور نورالدین کو بلانے کے لیے کہا۔ حکیم نورالدین آیا تو مرزا قادیانی نے اسے کہا" مجھے اسہال کا دورہ ہو گیا ہے۔ آپ کوئی دوائی تجویز کریں۔ (ضمیمہ الحکم 28 مئی 1908ء)

چنانچہ حکیم نورالدین نے چند مقوی ادویات کھانے کو دیں مگر مرزا قادیانی نے قے کر دیں۔ اس کے بعد اس کی نبض ڈوبنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ایک انگریز ڈاکٹر آیا مگر وہ نہایت عبرتناک حالت دیکھتے ہی چلا گیا۔ ایسی ہی بھیانک حالت میں مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو صبح ساڑھے دس بجے جہنم واصل ہو گیا۔

قادیانی کہتے ہیں کہ: مرزا قادیانی کی موت ہیضہ سے نہیں ہوئی۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی موت کس عارضہ سے ہوئی؟ اس کے لیے کسی ڈاکٹری رپورٹ کی احتیاج نہیں، بلکہ مرزا قادیانی کے "نام نہاد صحابی" اور خسر میر ناصر نواب کی ثقہ روایت سے خود مرزا قادیانی کا اپنا "اقرارِ صالح" موجود ہے۔

میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے

(5) "حضرت (مرزا) صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا، جب آپ کو سخت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا، جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو مجھے مخاطب کر کے فرمایا' میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں آپ نے

نہیں فرمائی، یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔

(حیاتِ ناصر ص14، از شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

لیجیے! بہت بری موت کے تینوں مرحلے اللہ تعالیٰ نے خود مرزا قادیانی کی زبان و قلم سے طے کرا دیئے، یعنی پہلے اس سے لکھوایا کہ مفتری بہت ہی بری موت مرتا ہے، پھر اس کی تعیین و تشخیص بھی اسی کے قلم سے کرا دی کہ طاعون اور ہیضہ کی موت ہی وہ ''بری موت'' ہے' جو بطورِ سزا ''خدا تعالیٰ کے ہاتھوں'' سے کسی سرکش مفتری کو دی جاتی ہے، اور پھر خود اسی کی زبان سے یہ اقرار بھی کرا دیا کہ وہ "وبائی ہیضہ" سے ''بہت بری موت'' مر رہا ہے، اور یہ اقرار ریکارڈ پر موجود ہے۔

قادیانیوں کی نفسیات بھی بڑی دلچسپ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو ''مسیح موعود' مانتے ہیں مگر اس کی کوئی بات ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ ان کا "مسیحا" کہتا ہے "مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ مگر قادیانی مصر ہیں کہ حضرت صاحب کا کہنا درست نہیں ہے۔

خدا جھوٹوں کو ہلاک کرتا ہے

مرزا قادیانی کہتا ہے:

(6) "اے بدقسمت بدگمانو! کیا ممکن ہے کہ کوئی خدا پر جھوٹ باندھے اور پھر اس کے دست قہر سے بچ رہے۔ خدا جھوٹوں کو ہلاک کرے گا اور وہ جو اپنے دل سے باتیں بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کا الہام ہے، وہ ہلاک کیے جائیں گے کیونکہ انہوں نے دلیری کر کے خدا پر بہتان باندھا۔"

(ایام الصلح ص115 مندرجہ روحانی خزائن جلد14 ص341 از مرزا قادیانی)

قادیونیوں کے جھوٹے نبی کا انجام تو آپ نے پڑھ لیا مگر اس نے ماننے والے بھی قہر خداوندی سے نہ بچ سکے فقیر قادیانی خلفاء کی عبرت ناک موت کا ذکر کرتا ہے ملاحظہ کریں۔

قادیانی جھوٹے خلفاء کا عبرت ناک انجام

مجھے یقین ہے کہ اگر قادیانی زندیق اپنے جعلی مہدی اور بناوٹی نبی مرزا جی کے کافرانہ عقائد، توہین انبیاء اکرام و اکابرین ملت میں لکھی اس کی عریاں زبان و گستاخانہ تحریریں کھلے ذہن کے ساتھ پڑھیں، اس کے ہولناک انجام سے عبرت حاصل کریں تو کانوں کو ہاتھ لگا کر قادیانیت کو خیر باد کہہ دیں۔ مرزا غلام قادیانی کی بیت الخلا میں دردناک موت کے احوال کے بارے تو اکثر و بیشتر مسلمان اور خود قادیانی حضرات بھی خوب جانتے ہیں۔ لیکن یہاں فقیر اویسی غفرلہٗ مرزا جی کے دجالی خلیفوں کی عبرت انگیز اموات کا وہ ہولناک احوال بیان عرض کرتا ہے جس سے شاید تمام مسلمان تو آگاہ نہ ہوں لیکن ہاں ہر قادیانی ضرور واقف ہے۔ دُعا گو ہوں کہ میرے یاد دلانے پر ان کے مقفل دلوں کے قفل کھلیں اور وہ کفرِ قادیانیت سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں لوٹ آئیں۔

پہلا خلیفہ حکیم نورالدین

مرزا غلام قادیانی کے آنجہانی ہونے کے بعد اس کا پہلا خلیفہ حکیم نورالدین تھا۔ خود مرزا جی کی روایت کے مطابق، وہ ایک ایسا غلیظ المزاج اور بدبودار شخص تھا کہ جو مدتوں تک نہ نہاتا تھا اور نہ ہی اپنے بال اور ناخن تراشتا تھا۔ مگر اس کے گھوڑے پر بیٹھنے کا انداز انتہائی تکبرانہ اور شاہانہ ضرور تھا۔ یاد رہے کہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہر اس محفل میں شرکت کرنے سے صاف انکار کر دیتے تھے، جہاں یہ بدبخت قادیانی خلیفہ مدعو کیا جاتا تھا۔ ایک دن یہ بدبخت شخص گھوڑے پر سوار ہو کے نکلا تو گھوڑے کے بدکنے پر گرتے ہوئے اپنا ایک پاؤں گھوڑے کی رکاب میں پھنسا بیٹھا۔ اور پھر وہ پاؤں رکاب میں پھنسا رہا اور گھوڑا سرپٹ دوڑتا ہوا خلیفہ جی کو گھسیٹتا اور اس کی ہڈیاں چٹخاتا رہا۔ اس حادثے میں نامراد خلیفہ زندہ تو بچ گیا مگر قدرت کو اس منکرِ ختم نبوت اور گستاخِ دین کی

عبرت ناک موت زمانے کو دکھانا منظور تھا۔ زخم ناسور کی شکل اختیار کر کے پہلے اذیت ناک اور مابعد جان لیوا ثابت ہوئے۔ تمام قادیانی حکیم اور ان کے سرپرست انگریز ڈاکٹرز بھی اس بد بخت حکیم کا علاج کرنے میں ناکام رہے۔ اور یوں مرزا قادیانی کا پہلا جانشین، ملعون خلیفہ اول بسترِ مرگ پر انتہائی دردناک حالت میں ایڑیاں رگڑتے رگڑتے، دنیا میں ہی عذاب الٰہی جھیلتے ہوئے اپنے کاذب نبی مرزا غلام قادیانی کے ٹھکانہ ہاویہ کو سدھار گیا۔

مولوی محمد علی لاہوری

حکیم نورالدین کے اس عبرتناک انجام کے بعد ممکنہ جانشین مولوی محمد علی لاہوری کو خلافت نہ ملی۔ مرزا قادیانی کی بیوی نے اپنے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کو زبردستی خلیفہ بنوا دیا۔ اکھنڈ بھارت کے خواب دیکھنے والا یہ بدترین گستاخ قرآن و رسالت خلیفہ، جنسی تعلقات کا دلدادہ اور انتہائی عیاش نوجوان تھا۔ اس کو خلافت ملنے پر مرزا قادیانی کے وفادار ساتھی مولوی محمد علی لاہوری نے جماعت قادیان چھوڑ کر اپنا لاہوری مرزائی فرقہ بنالیا۔ مرزا بشیر نے خلیفہ بنتے ہی ایسی گھناؤنی حرکتیں کیں کہ خود شرم بھی شرما گئی۔ اس کی قصر خلافت نامی رہائش گاہ دراصل قصرِ جنسی جرائم تھی جہاں عینی شاہدین کے مطابق صرف عقیدتوں کا خراج ہی بھینٹ نہیں چڑھا بلکہ مختلف حیلے بہانوں سے یہاں عصمتیں بھی لٹتی رہیں۔ ربوہ کے قصر محمود میں اس عیاش خلیفہ نے صرف قادیانی نوجوان لڑکیوں کی عصمتیں ہی برباد نہیں کیں بلکہ یہ ملعون ایک ایسا پلید ترین جنسی بھیڑیا تھا جس کی basheer جنسی ہوس سے اس کی اپنی گیارہ سالہ سگی بیٹی امت الرشید تک بھی محفوظ نہ رہی۔ اس گستاخ اسلام دجالی خلیفہ کے جنسی جرائم کے بارے قادیانی جماعت کے منحرف ہونے والے لوگوں کے کھلے تبصرے، حلفیہ بیانات، مباہلے اور شرعی قسمیں موجود ہیں۔ خدائے برتر ایسے پلید اور ظالم انسان کو کبھی معاف نہیں کرتے چنانچہ اس خلیفہ ثانی کی زندگی کا خاتمہ بھی ایسے دردناک حالات میں ہوا کہ اس فالج زدہ ابلیس کو

زندگی کے آخری بارہ سال بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتے اور مرتے دیکھ کر قادیانی بھی کانوں کو ہاتھ لگاتے تھے۔ اس ملعون کی شکل وصورت پاگلوں کی سی بن چکی تھی اور وہ سر ہلاتا منہ میں کچھ ممیاتا رہتا تھا۔ اکثر یہ مجنون اپنے بال اور داڑھی نوچتا رہتا اور اپنی ہی نجاست ہاتھ منہ پر مل لیا کرتا تھا۔ بہت سارے لوگ ان سب غلاظت آلودہ حالات و واقعات کے عینی شاہد ہیں۔ ایک عرصہ تک بستر مرگ پر ایسی اذیت ناک زندگی گزارنے کے بعد جب یہ گستاخِ قرآن و رسالت، جہنم کو سدھارا تو اس کا جسم بھی عبرت کا اک عجب نمونہ تھا۔ ایک لمبے عرصہ تک بستر مرگ پر رہنے کی وجہ سے لاش مرغ کے روسٹ ہوئے چرغے کی طرح اس قدر اکڑ چکی تھی کہ ٹانگوں کو رسیوں سے باندھ کر بمشکل سیدھا کیا گیا۔ چہرے پر پڑی سیاہیاں اور افلاک کی لعنتیں چھپانے کیلئے لاش کا خصوصی میک اپ کروایا گیا۔ اور پھر عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لیے مرکری بلب کی تیز روشنی میں لاش کو اس طرح رکھا گیا کہ چہرے پر لعنت زدہ سیاہی نظر نہ آئے۔ لیکن تمام قادیانی تو ساری اصل حقیقت سے آشنا تھے

مرزا ناصر احمد

مرزا بشیر الدین محمود کی دردناک موت کے بعد وراثت اور قادیانی امت سے جبری چندوں کے نام پر لوٹ مار کرنے والی نام نہاد خلافت مافیہ کا روایتی کرپشن سلسلہ جاری رکھنے کی خاطر اسی کا بڑا بیٹا مرزا ناصر احمد گدی نشین ہوا۔ یہ ٹھرکی خلیفہ اپنی عمرِ نوجوانی ہی سے گھوڑوں کی ریس اور جوا بازی کا شوقین ہونے کے ساتھ ساتھ نوجوان مٹیاروں سے معاشقوں کا بھی انتہائی دلدادہ تھا۔ شباب وشراب کی طلب اور جنسی ہوس اسے اپنے دادا مرزا غلام احمق اور باپ سے وراثت میں ملی تھی۔ اس کے گھڑ سواری کے شہنشاہی شوق نے ربوہ میں گھڑ دوڑ کے دوران ایک غریب کی جان بھی لی۔ قادیانی حضرات بھی اس داستانِ ہوس کے گواہ ہیں کہ ان کے اس تیسرے خلیفہ کی موت بھی ایک بوڑھے جنسی مریض کی داستان صد ہوس عبرت ہے۔ اس ہوس رسیدہ و شہوت

پرست خلیفہ نے اڑسٹھ سال کی بوڑھی عمر میں فاطمہ جناح میڈیکل کی ایک ستائیس سالہ نوجوان قادیانی طالبہ کو یہ خلافتی فرمان جاری کرتے ہوئے اپنے عقد میں لے لیا تھا کہ آج یہ مقدس دولہا اپنا نکاح خود ہی پڑھائے گا۔ اور پھر وہی ہوا جس کا خدشہ خود قادیانی کلٹ کی مرکزی قیادت کو بھی تھا۔ خود سے چوالیس برس چھوٹی خوبرو بیوی سے ازدواجی تعلقات میں جسمانی طور پر کلی طور ناکام ٹھہرنے کے بعد بوڑھے دولہا نے مجبوراً اپنے ناکارہ و ناقابل مرمت جنسی اعضاء میں نئی جوانی بھرنے کے لیے دیسی کشتوں کا بے دریغ استعمال شروع کر دیا۔ اور پھر طاقت بخشنے والے ان کشتوں کے راس نہ آنے پر خود ہی تپ کر کشتہ ہو گیا۔ کشتوں کے ری ایکشن کی وجہ سے مرنے سے پہلے اس قادیانی خلیفہ کا جسم پھول کر کپا ہو گیا تھا۔ سونے چاندی کے کشتوں کا زہریلا ناگ ایسا ڈسا کہ یہ زندیق، مختصر عرصے میں خدائے قہار کے قہر کی گرفت میں، کشتوں ہی کی زہریلی آگ میں جھلس کر، محمدی بیگم کے ناکام ٹھرکی عاشق، یعنی اپنے دادا مرزا غلام قادیانی کے پاس ملک عدم کو سدھار گیا۔

مرزا طاہر احمد

مرزا ناصر احمد کی موت کے بعد مرزا طاہر احمد گدی نشین ہوا تو اس کا سوتیلا بھائی مرزا رفیع احمد خلافت کو اپنا حق سمجھتے ہوئے میدان میں آ گیا۔ جب اسکی بات نہ مانی گئی تو وہ اپنے حواریوں سمیت سڑکوں پر آ گیا۔ لیکن ان باغیوں کو بزور قوت گھروں میں دھکیل دیا کر خلافت پر قبضہ کر لیا گیا۔ جماعت قادیان کا چوتھا خلیفہ مرزا طاہر احمد انتہائی آمرانہ مزاج کا حامل تھا۔ اس کی فرعونی عادات نے نہ صرف اسے بلکہ پوری قادیانی جماعت کو دنیا بھر میں ذلیل و خوار کیا۔ اپنی زبان درازی ہی کی وجہ سے وہ پاکستان سے بھاگ کر لندن میں اپنے گورے آقاؤں کے ہاں پناہ گزین ہوا۔ اس کے دورِ خلافت میں اس کے ہاتھوں غیر تو کیا کسی قادیانی کی بھی عزت محفوظ نہیں تھی۔ اس نے نظریں ملا کر بات نہ کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ مرزا طاہر ہومیو پیتھک ڈاکٹر کہلوانے کا شوقین تھا

اور اس کا یہی شوق انسانوں کے لیے مصیبت کا باعث بن گیا۔ مرزا طاہر کی خواہش تھی کہ قادیانی عورتیں صرف لڑکے ہی پیدا کریں جن میں ذات پات یا نسل کا کوئی لحاظ نہ ہو۔ مرزا طاہر قادیانیوں کو نرنسل پیدا کرنے کی گولیاں تو دیتا رہا مگر یہ ڈاکٹر اپنی بیوی کو لڑکا نہ دے سکا اور اس کے اپنے ہاں تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اس خبطی کے ذہنی توازن کا یہ حال تھا کہ امامت کے دوران عجیب و غریب حرکتیں کرتا، کبھی باوضو تو کبھی بے وضو ہی نماز پڑھا دیتا۔ رکوع کی جگہ سجدہ اور سجدہ کی جگہ رکوع اور کبھی دورانِ نماز ہی یہ کہتے ہوئے گھر کو چل دیتا کہ ٹھہرو، میں ابھی وضو کر کے آتا ہوں۔ غرضیکہ اپنے پیشروؤں کی طرح مرزا طاہر کی بھی بڑی مشکل سے جان نکلی۔ پرستاروں کے دیدار کے لیے جب لاش رکھی گئی تو چہرہ سیاہ ہونے کے ساتھ ساتھ لاش سے اچانک ایسا بدبودار تعفن اٹھا کہ پرستاروں کو فوراً کمرے سے باہر نکال دیا گیا اور لاش بند کر کے تدفین کے لیے روانہ کر دی گئی۔ لوگوں نے یہ عبرتناک مناظر براہِ راست قادیانی ٹی وی پر بھی دیکھے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق پانامہ سکینڈلز کی شہہ سرخیوں کا جعلساز کردار موجودہ خلیفہ مرزا مسرور بھی ایک پراسرار بیماری میں مبتلا ہو چکا ہے اور قادیانی قیادت نے اندرون خانہ اپنے اگلے بدبخت خلیفہ کی تلاش شروع کر دی ہے۔

جھوٹے نبی کا خوفناک انجام

جنوبی افریقہ میں ایک جھوٹا پیغمبر اس کوشش میں نہ صرف شرمناک انداز میں ناکام ہو گیا بلکہ درجنوں پیروکاروں کے سامنے اپنے کولہے بھی لہولہان کروا بیٹھا۔

زائیون کرسچن چرچ کا پیشوا پادری ایلک ندیوانے الہامی طاقتوں کا دعویٰ کرتا تھا اور اپنے پیروکاروں کو وقتاً فوقتاً اپنے کرشمے دکھاتا رہتا تھا۔ جنوبی افریقہ کے کروگر نیشنل سفاری پارک میں یہ پادری اپنے پیروکاروں کی بڑی تعداد کو اپنا معجزہ دکھانے کے لئے لے کر آیا۔ اس کا کہنا تھا کہ اس پر یہ فرمان نازل ہوا ہے کہ جانوروں پر خالق کی حکمرانی کا ثبوت دنیا کے سامنے پیش کرے۔ اس نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ وہ خونخوار

شیروں کے پاس جائے گا اور دنیا دیکھے گی کہ یہ خطرناک درندے کس طرح اطاعت و فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہی وہ گاڑی سے نکل کر شیروں کے ایک گروہ کی طرف دوڑ پڑا، جو ایک ہرن کا گوشت نوچنے میں مصروف تھے۔ پادری کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر شیر ہرن کو چھوڑ کر اس کے استقبال کے لئے تیار ہو گئے۔ شیروں کی غراہٹ سنتے ہی پادری کے ہوش اڑ گئے اور معجزہ دکھانے کی بجائے اسے اپنی جان بچانے کی فکر ہوئی۔ وہ واپس گاڑی کی طرف بھاگا لیکن اسی دوران ایک شیر نے اس کے کولہوں کا نرم گوشت ادھیڑ کر رکھ دیا۔ خوش قسمتی سے سفاری پارک کے گارڈ قریب ہی موجود تھے جنہوں نے ہوائی فائرنگ شروع کر دی جس کی آواز سے خوفزدہ ہو کر شیر پیچھے ہٹ گئے۔

لہولہان پادری کو فوری ہسپتال پہنچایا گیا' جہاں ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے اس کے گہرے زخموں کا علاج شروع کر دیا۔ مقامی میڈیا کا کہنا ہے کہ درد سے کراہتا ہوا پادری ڈاکٹروں سے بار بار سوال کر رہا تھا کیا خالق نے اپنے برگزیدہ بندوں کو درندوں پر حکمرانی نہیں بخشی؟

چوھدری غلام احمد پرویز

موصوف کا پورا نام غلام احمد پرویز اور والد کا نام چودھری فضل دین تھا، متحدہ ہندوستان کے معروف شہر بٹالہ (ضلع گورداس پور میں 9 رجنوری 1903ء میں پیدا ہوا' ان کے دادا حکیم مولوی رحیم بخش اپنے وقت کے مانے ہوئے صوفی بزرگ تھے۔

تعلیم

ابتدائی تعلیم اور مذہبی تعلیم پرویز نے اپنے گھر پر ہی والد اور دادا کی زیر نگرانی حاصل کی، ایک انگریزی اسکول Alady of England سے ء میں میٹرک پاس کیا، پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ء میں B.A کی ڈگری حاصل کی، 1927ء میں گورنمنٹ آف انڈیا کے مرکزی سکریٹریٹ میں ملازمت اختیار کیا اور بہت جلد ترقی پا کر Heme Departmen کے Stablishment Division میں ایک عہدہ پر کام کیا، کچھ عرصہ بعد غلام احمد پرویز کی ملاقات حافظ اسلم جیراجپوری (جو کہ بذات خود منکرین حدیث میں شمار کیا جاتا تھا) سے ہوئی اور صحبت کیونکہ عادات کو منتقل ہونے میں معاون ہوتی ہے، لہٰذا جو سوچ اسلم جیراجپوری کی تھی اس سوچ نے پرویز کی انکارِ حدیث کی سوچ کو مزید جلا بخشی اور ویسے اسلم جیراجپوری کا ایک جانشین تیار ہوتا چلا گیا، جو کہ بعد میں فتنہ انکارِ حدیث کے نشر واشاعت کا بڑا ذریعہ بنا، پرویز نے 1938ء میں طلوع اسلام رسالہ جاری کیا، اس کا پہلا شمارہ اپریل 1938ء میں ہی شائع ہوا اور یہی دراصل وہ مرکز بنا جہاں سے لوگوں کے ذہنوں کو اسلام، دین اور علماء سے متنفر کرنے کا آغاز ہوا اور اسلام کے لبادے میں قرآنی فکر اور قرآنی بصیرت جیسے خوبصورت الفاظ کو استعمال کر کے لوگوں کو شرعی حدود و قیود میں آزاد زندگی کے سبز باغ دکھائے گئے۔

دھوکہ باز اور کذاب یعنی جھوٹا تھا

چوہدری غلام احمد پرویز بیشک دجال یعنی دھوکہ باز اور کذاب یعنی جھوٹا تھا۔ تاہم

اس نے ایک چالاکی کی کہ مرزا غلام قادیانی کے انجام سے ڈر کر کھلم کھلا تو نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور برملا ختم نبوت کا انکار نہیں کیا۔ لیکن غیر اعلانیہ اس نے نہ صرف ختم نبوت کا انکار کیا بلکہ منصب رسالت کا بھی انکار کیا۔ ختم نبوت اور منصب رسالت کا مطلب' مقصد اور فلسفہ ہی یہی ہے کہ اب کسی نبی نے نہیں آنا لہٰذا جناب رسول اللہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منصب ختم نبوت اور منصب رسالت پر فائز رہیں گے۔ اس عقیدہ کے تحت شریعت محمدیہ کو بھی آخری شریعت ماننا فرض ٹھہرا۔

لیکن غلام پرویز نے نیا عقیدہ پیش کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ان کی رسالت بھی ختم ہو چکی، ان کی اطاعت بھی ختم ہوگئی، اب اپنے فیصلے خود ہی کرنے ہوں گے۔ غلام احمد پرویز نے نیا عقیدہ پیش کیا کہ اب کوئی بھی مسلمان حکمران یعنی مرکز ملت شریعت محمدیہ میں تبدیلی کرسکتا ھے۔ نئی شریعت پیش کرسکتا ھے۔ حتیٰ کہ مسلمان حکمران یعنی مرکز ملت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ نماز کے طریقے اور اوقات کو تبدیل کرسکتا ہے۔ حج، صوم اور زکوٰۃ سمیت کسی بھی حکم کے بارے میں اپنے اپنے دور کے مطابق ردوبدل کرسکتا ہے۔ غلام پرویز نے قرآن کریم کے نئے معنی اور نئے مطالب پیش کئے اور ایک بالکل نئی شریعت پیش کی جس کو شریعت پرویزیہ کہا جاسکتا ہے۔

پرویز نہ صرف منکر حدیث تھا بلکہ منکر ختم نبوت منکر منصب رسالت اور منکر شریعت تھا۔ قرآنی تعلیمات کے نام پر اپنے نئے نئے عقائید پیش کر کے گویا خود کو غیر اعلانیہ طور پر منصب نبوت پر فائز کرنے کی جسارت کی۔ اب بھی اس کے مرنے کے بعد اس کے پیروکار پاکستان بھر میں اور فیس بک پر اسلام، شعار اسلام، اکابرین اسلام اور عام مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔ ان سب فتنوں کے خلاف برسرپیکار ہونا ہر مسلمان کی دینی ذمہ داری ہے۔

24 فروری 1985ء کو لاہور میں واصل جہنم ہوا۔

مسٹر غلام احمد پرویز پرانی شراب نئی بوتلوں میں

مصنف: بنیاد پرست۔

ہمارے اردگرد منکرین حدیث بنام اہل قرآن کے فتنے سے نوتعلیم یافتہ جدید و ماڈرن طبقہ زیادہ متاثر نظر آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ پڑھنے، سننے میں خود کو کسی حد کے پابند نہیں سمجھتے 'مطالعہ کرنے کا ذوق ہوتا ہے، جس کسی کی کتاب بھی ہاتھ لگ جاتی ہے مطالعہ کر لیتے ہیں۔ اہل باطل کی دینی موضوعات پر بھی کتابیں پڑھنے سے دریغ نہیں کرتے، پھر چونکہ انہوں نے نہ خود دین کو گہرائی میں کسی استاذ سے پڑھا ہوتا ہے اور نہ مستند علما اور انکی کتابوں سے انکا کوئی تعلق ہوتا ہے اس لیے اہل باطل کے مکر کو سمجھ نہیں سکتے اور ان کی تحریروں سے متاثر ہوجاتے اور آہستہ آہستہ ان کے حامی بن کر انہی کے گروہ میں شامل ہوجاتے ہیں۔

اس فتنہ انکار حدیث کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ اس کے اصل بانی اور محرک کچھ زنادقہ وملاحدہ، شیعہ وروافض تھے اور کچھ عقل پرست معتزلہ، اسکی تفصیل فقیر اپنی تصانیف میں کر چکا ہے۔ ہندوستان میں اس فتنہ کو پھیلانے اور ابتداء کرنے والے لوگوں میں سرفہرست سرسید احمد خان، مولوی چراغ، عبداللہ چکڑالوی، احمد الدین خواجہ امرتسری، مولوی اسلم جیراج پوری اور پھر آخر میں اس مشن کا جھنڈا برٹش گورنمنٹ کے محکمۂ انفارمیشن کے ملازم چوہدری غلام احمد پرویز نے اٹھایا اور کفر و گمراہی کے انتہاء درجات تک اس شیطانی تحریک کو پہنچایا۔

غلام احمد پرویز ایک اعلی پائے کا انشاء پرداز تھا اس نے بجائے اپنے اس فن سے اردو ادب کی خدمت کرنے کے قرآن وحدیث پر زور آزمائی شروع کی۔ پہلے حدیث کو عجمی سازش اور تفرقہ کی بنیاد قرار دیتے ہوئے اس کا انکار کیا، خود کو اہل قرآن قرار دے کر لوگوں کو قرآن کی طرف دعوت دی اور **ولا تفرقو ولا تفرقو** کے خوشنما نعرے لگائے پھر اپنے فن سے قرآن کے ترجمہ کو افسانوی رنگ میں پیش کرنا شروع کیا۔ اسکی

یہی ادبی افسانوی زبان میں لکھی گئی اسلامی تحریریں اور نعرے دین سے دور دُنیاوی تعلیم یافتہ طبقہ کی کمزوری بن گئے، ان لوگوں نے قرآن وحدیث کو خود گہرائی میں پڑھا نہیں تھا اس کے علوم سے واقف نہیں تھے اس لیے آسانی سے انکے انکار میں اسکے ہم خیال بن گئے۔ اس پرویزی مشن کو ذرائع ابلاغ اور میڈیا کے ذریعہ پھیلانے کا ذمہ آج کے دور میں جاوید غامدی اور اس کے ہمنواوں نے اٹھایا ہوا ہے اور بدقسمتی سے دین سے بے خبر ناواقف وجاہل لوگ انہیں بھی دینی واسلامی سکالر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

پرویزی دین پر ایک نظر

پرویز اینڈ کمپنی چونکہ اپنے آپ کو اہلِ قرآن کہتے ہیں جس سے یہ تأثر ملتا ہے کہ وہ قرآنی تعلیمات پر سختی سے کاربند ہیں لہٰذا عوام الناس کے ذہنوں میں یہ ایک عام تأثر پیدا ہوتا ہے کہ پرویز صرف منکرِ حدیث ہے لیکن وہ قرآنی تعلیمات پر سختی سے کاربند ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، پرویز جس طرح منکرِ حدیث ہے اسی طرح وہ منکرِ قرآن بھی ہے اس نے قرآنی آیات کے اصل، متعین اور متوارث معانی ومفاہیم کو بدل کر اپنی مرضی کے معانی نکالے ہیں "اس کے نزدیک اللہ، رسول، کلمہ نماز زکوٰۃ روزہ حج قربانی وغیرہ کے بھی وہ معنی نہیں ہیں جو کہ لغت عرب اور مسلمانوں میں عہد نبوی سے لے کر تا حال مشہور ومتعارف ہیں بلکہ اصل معانی وہ ہیں جو تیرہ سو برس بعد صرف اس ایک عجمی مفکر کو سجھنا نصیب ہوئے ہیں...... ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ اور رسول کا مطلب

پرویز صاحب ' لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ' کا ترجمہ کرتے ہیں

" قانون صرف خدا کا ہے کسی اور کا نہیں۔ محمد کی پوزیشن اتنی ہے کہ وہ اس قانون کا انسانوں تک پہنچانے والا ہے اسے بھی یہ کوئی حق نہیں کہ وہ کسی پر اپنا حکم چلائے

(سلیم کے نام خط ج۹ ص۳۴)

پرویز کے مطابق عبادت کے لائق تو کسی ہستی کا وجود ہی نہیں ہاں خدا کے نام سے کوئی ہستی ہے جس کا قانون ماننا چاہیے۔ دوسری طرف حضور نبی کریم ﷺ سے قرآن کا بیان کردہ حق اطاعت وتشریح چھین کر مرکز ملت کے نام سے حکومت وقت کو دے ڈالتے ہیں۔

قرآن کریم میں جہاں اللہ ورسول کا ذکر آیا ہے اس سے مراد مرکز نظامِ حکومت ہے۔ (معارف القرآن جلد 4 صفحہ 263)

مرکزِ ملت کو اختیار ہے کہ وہ عبادات نماز روزہ معاملات اخلاق غرض جس چیز میں چاہے ردوبدل کردے۔ (قرآنی فیصلے ص۴۴۴)

پرویز صاحب کا اصرار ہے کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں اللہ ورسول کا لفظ دیکھو اس سے مراد صدرِ مملکت سمجھو، اور سچے خدا اور رسول ﷺ کو چھوڑ کر ہر چڑھتے سورج کی پوجا کرو۔ اسکندر مرزا ہو یا غلام محمد، ناظم الدین ہو یا صدر ایوب خان، ذوالفقار علی بھٹو ہو یا صدر ضیاء الحق، جونیجو ہو یا بینظیر بھٹو جو بھی کرسی نشین اقتدار ہو، اسی کو اللہ اور رسول سمجھو! اسی کے سامنے ڈنڈوت بجالاؤ اور چند ٹکے سیدھے کرنے کے لئے اللہ ورسول سے اطاعت چھین کر برسراقتدار قوت کو دے ڈالو کہ مائی باپ آپ ہی ہمارے دین کا فیصلہ کریں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

ستم یہ کہ اگر ایسا نہ کرو گے تو نہ اسلام طلوع ہوگا، نہ قرآنی ربوبیت منظر عام پر آئے گی بلکہ اسلام عجمی سازش کا شکار رہے گا۔ خدا کا غضب ہے کہ پڑھے لکھے لوگوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ اللہ ورسول سے مراد مرکز ملت ہے لیکن ان میں کسی کو بھی اس کے سننے سے قے نہیں آتی۔

پرویز صاحب بڑی چالاکی سے اطاعت اور تشریح کا حق رسول سے چھین کر نظام حکومت یا مرکز ملت کے حوالے کرتے ہیں پھر خود ہی مرکز ملت یعنی اللہ ورسول بن بیٹھتے ہیں اور قرآن کا اپنی مرضی کے مطابق ترجمہ وتشریح کرتے جاتے اور اس کی پیروی نہ

کرنے کو قرآن سے دوری، فرقہ واریت اور ضلالت بتلاتے ہیں۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

رسول کی اطاعت نہیں کیونکہ وہ زندہ نہیں۔ (اسلامی نظام صفحہ 112)

کوئی اس کے پیروکاروں سے پوچھے اگر منتخب رسول کے انتقال کر جانے کے بعد اسکی تعلیمات کی پیروی نہیں تو پرویز کے مرنے کے بعد اسکی بکواسات کی پیروی کیوں کرتے ہو؟

(۲) دورِ نبوی دورِ وحشت ہے

مسلمان اچھی طرح جانتے ہیں کہ اسلام کا سب سے زرین دور عہد رسالت مآب ﷺ ہے اس زمانہ میں جاہلیت کے اندھیرے چھٹے اور اسلام کا نور چار سو پھیلا خود نبی پاک ﷺ نے اپنے زمانہ کو خیر القرون کا لقب دیا ہے مگر پرویز اس تیرہ سو سال قبل کے زرین عہد کو وحشت کا دور کہتا ہے وہ لکھتا ہے:

آپ (علماً) اپنی قوم کے دامن پکڑ کر آج سے تیرہ سو سال پہلے کے دورِ وحشت کی طرف گھسیٹ رہے ہیں۔ (قرآنی فیصلے)

(۳) انکار حدیث

"مسلمانوں کو قرآن سے دور رکھنے کے لیے جو سازش کی گئی اس کی پہلی کڑی یہ عقیدہ پیدا کرنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس وحی کے علاوہ جو قرآن میں محفوظ ہے ایک اور وحی بھی دی گئی تھی جو قرآن کے ساتھ بالکل قرآن کے ہم پلہ ہے۔ یہ وحی روایات میں ملتی ہے" (مقام حدیث جلد 1 ص 421)

"یہ جھوٹ مسلمانوں کا مذہب بن گیا۔ وحی غیر متلو اس کا نام رکھ کر اسے قرآن کے ساتھ شمل قرآن ٹھہرایا گیا" (مقام حدیث جلد 2، صفحہ 122)

حالانکہ جس قرآن کی طرف یہ پرویزی اپنی نسبت کرتے ہیں اسی قرآن میں ہی

اتباع اور اطیعوا الرسول کے الفاظ پندرہ سے زائد دفعہ آئے ہیں اور آپ کی اطاعت آپکی حدیث کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ مزید قرآن ہی حضور ﷺ کی باتوں کو وحی (غیر متلو) قرار دیتا ہے۔

وما ینطق عن الھوی، ان ھو الا وحی یوحی

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ (النجم ۳)

یعنی نبی کریم ﷺ اپنی خواہش سے کوئی بھی بات نہیں کرتے، یہ آپ کی باتیں تو وحی ہیں جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے

(۴) قرآن

موقف کے خلاف نظریہ ارتقاء کی تبلیغ اور حضرت آدم علیہ السلام کی ذات کا انکار

واذ قال ربك للملائكة انى جاعل فى الارض خليفة (البقرہ ۳۰)

ترجمہ۔ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں

پرویزی ترجمہ: جب زندگی اپنی ارتقائی مناظر طے کرتی ہوئی پیکر انسانی میں پہنچی اور مشیت کے پروگرام کے مطابق وہ وقت آیا کہ اپنے سے پہلی آبادیوں کی جگہ زمین میں آباد ہو۔ (مفہوم القرآن ص ۱۲)

یہاں پرویز نے ڈارون کے نظریہ ارتقاء کو زبردستی ٹھونسا ہے، پرویز کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کا وجود ہی نہیں تھا انسان مختلف ارتقائی مراحل طے کر کے بندر سے موجودہ شکل انسانی تک پہنچا ہے۔ ایک جگہ لکھتا ہے

آدم کوئی خاص فرد نہیں تھا بلکہ انسانیت کا تمثیلی نمائندہ تھا قصہ آدم کسی خاص فرد کا قصہ نہیں بلکہ خود آدمی کی داستان ہے جسے قرآن نے تمثیلی انداز میں بیان کیا ہے الخ۔

(لغات القرآن جلد 1 صفحہ 214)

(۵) ملائکہ اور ابلیس کا انکار

واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس (البقرہ ۳۴)

ترجمہ۔اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے

پرویزی ترجمہ: اس پر کائناتی قوتیں سب انسان کے آگے جھک گئیں لیکن ایک چیز ایسی بھی تھی جس نے اس کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا اس نے سرکشی اختیار کی یہ تھے انسان کے خود اپنے جذبات جس کے غالب آجانے سے اس کی عقل وفکر ماؤف ہوجاتی ہے۔(مفہوم القرآن ص ۱۳)

اگر ابلیس انسان کے اندر کے سرکش جذبات کا نام ہے تو ملائکہ کے سجدہ کے وقت پھر انکار کس نے کیا تھا؟؟؟؟ پرویز نے ملائکہ کا ترجمہ کائناتی قوتوں سے کر کے فرشتوں کے وجود کا انکار کیا۔دوسری جگہ انہیں نفسیاتی محرکات قرار دیتا ہے۔

ملائکہ سے مراد وہ نفسیاتی محرکات ہیں جو انسانی قلوب میں اثرات مرتب کرتے ہیں......الخ (لغات القرآن جلد 1 صفحہ 244)

(۶) آخرت، جنت اور دوزخ کا انکار

قرآن ماضی کی طرف نگاہ رکھنے کے بجائے ہمیشہ مستقبل کو سامنے رکھنے کی تاکید کرتا ہے اسی کا نام ایمان بالآخرت ہے۔

(سلیم کے نام اکیسواں خط، جلد 2 صفحہ 124)

بہرحال مرنے کے بعد کی جنت اور جہنم مقامات نہیں انسانی ذات کی کیفیات ہیں۔(لغات القرآن جلد 1 صفحہ 449)

(۷) انکار واقعہ معراج

جس طرح مرزا قادیانی کی شیطانی وحی والہام میں عجیب وغریب خرافات و

کفریات ہیں اس طرح پرویز کی تفسیری نکات میں بھی آپ کو اسی طرح کے لطیفے نظر آئیں گے۔سورۃ البقرہ کی آیت (ویسالونک عن المحیض) (ترجمہ: اور تجھ سے پوچھتے ہیں حکم حیض کا) پرویز اسکا ترجمہ کرتا ہے 'اس کا مطلب ہے سرمایہ دارانہ معاشی نظام جیسے خرافات وضلالات نظر آئیں گے۔اس طرح سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کے حوالے سے لکھتا ہے۔

واقعہ اسراء اگر یہ خواب کا نہیں تو یہ حضور کی شب ہجرت کا بیان ہے اس طرح مسجد اقصیٰ سے مراد مدینہ کی مسجد نبوی ہوگی جسے آپ نے وہاں جا کر تعمیر فرمایا۔

(معارف القرآن جلد 4 صفحہ 732)

دوسروں کو ملائیت اور دقیانوسیت کا طعنہ دینے والے پیران نابالغ بتلاتے ہیں کہ 'مسجد اقصیٰ ' سے مراد 'مسجد نبوی ' ہے۔

(۸) پرویزی شریعت اور حلال حرام

قرآن کی رو سے صرف مردار، بہتا خون، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کی طرف منسوب چیزیں حرام ہیں ان کے علاوہ کچھ حرام نہیں۔ ہمارے مروجہ اسلام میں حرام وحلال کی جو طولانی فہرستیں ہیں وہ سب انسانوں کی خود ساختہ ہیں "

(حلال وحرام کی تحقیق، ماہنامہ طلوع اسلام مئی 1952)

یوں شریعت پرویز میں کتے، بلے، گدھے، سانپ، بچھوے، مینڈک، کیڑے سب حلال ہیں۔

(۹) نماز کی حقیقت

وارکعوا مع الراکعین۔(البقرۃ)

ترجمہ: اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (آیت میں نماز باجماعت کی تاکید ہے)

پرویزی ترجمہ :اور اسی طرح تم بھی اب ان کے ساتھی بن جاؤ جو قوانین خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔(مفہوم القرآن ص۱۶)

نماز اور دیگر عبادات کے بارے میں پرویز کی مزید تعلیمات ملاحظہ فرمائیے۔

ہماری صلوٰۃ وہی ہے جو (ہندو) مذہب میں پوجا پاٹ کہلاتی ہے ہمارے روزے وہی ہیں جنہیں مذہب میں برت ہماری زکوٰۃ وہی شئے ہے جیسے خیرات ہمارا حج مذہب کی یاترا ہے ہمارے ہاں یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ اس سے ثواب ہوتا ہے یہ تمام عبادات اس لئے سرانجام دی جاتی ہیں کہ یہ خدا کا حکم ہے ان امور کو نہ افادیت سے کچھ تعلق ہے نہ عقل وبصیرت سے کچھ واسطہ آج ہم اسی مقام پر ہیں جہاں اسلام سے پہلے دنیا تھی۔(قرآنی فیصلے ص۳۰۱)

(۱۰) انکار زکوٰۃ

پرویز نے اقیموا الصلوٰۃ کی باطل اور من گھڑت تشریح کیساتھ اسلام کے دوسرے عظیم الشان حکم واتوا الزکوٰۃ کی بھی باطل تاویل کی ہے، زکوٰۃ کو سرے سے فرض ہی نہیں سمجھتا، اسے ایک ٹیکس قرار دیتا ہے:

زکوٰۃ اس ٹیکس کے علاوہ کچھ نہیں جو اسلامی حکومت مسلمانوں پر عائد کرے اس ٹیکس کی کوئی شرح مقرر نہیں کی گئی۔(قرآنی فیصلے ص۳۵)

(۱۱) انکارِ معجزات

رسول اکرم کو قرآن کے سوا کوئی معجزہ نہیں دیا گیا۔

(معارف القرآن جلد 4 صفحہ 731)

(۱۲) قربانی پیسے کا ضیاع ہے

قربانی کے لئے مقام حج کے علاوہ اور کہیں حکم نہیں اور حج میں بھی اس کی حیثیت شرکائے کانفرنس کے لئے راشن مہیا کرنے سے زیادہ نہیں ہے (پرویز کے ہاں حج کا

مفہوم ایک بین الاقوامی کانفرنس ہے) مقامِ حج کے علاوہ کسی دوسری جگہ قربانی کے لئے کوئی حکم نہیں ہے یہ ساری دنیا میں اپنے اپنے طور پر قربانیاں ایک رسم ہے ذرا حساب لگائیے اس رسم کو پورا کرنے میں اس غریب قوم کا کس قدر روپیہ ہر سال ضائع ہوجاتا ہے۔(قرآنی فیصلے ص۶۹)

یہ چند کفریات مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ذکر کئے گئے، ان میں ہی واضح ہے کہ پرویز نے سارا اسلام قرآن، حدیث، تمام عبادات، تمام احکامِ شرعیہ بیک جنبش قلم ختم کردیئے ہیں پھر بھی اصرار ہے کہ اسے اور اسکے ماننے والوں کو مسلمان اور اہل حق کہا جائے۔تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ ضروریاتِ دین "(جن کا دینِ اسلام سے ہونا قطعی ہے) کا صریح انکار کرنے والا، ان میں چودہ سو سال سے رائج تعبیر کے خلاف تاویل کرنے والا یا انکا مذاق اڑانے والا کافر ہوجاتا ہے جیسے مرزا غلام احمد قادیانی اپنے سینکڑوں کفریات کے علاوہ ختمِ نبوت اور نزولِ مسیح علیہ السلام کے معنی میں تاویل کرنے کی وجہ سے باتفاق امت کافر ہے اسی طرح غلام احمد پرویز بھی اپنی تحریرات وتالیفات میں کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی، آخرت وغیرہ کے انکار اور مفہومات بدلنے کی وجہ سے کافر ہوگیا اور پاکستان، سعودی عرب، کویت بھارت، جنوبی افریقہ، شام ومصر وغیرہ کے اکابر علماء پرویزیوں کے عقائد ونظریات کا مطالعہ اور تحقیق کرنے کے بعد ان کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کرچکے ہیں۔

پرویز کا عقیدہ حدیث عجمی سازش ہے......کا جواب

یہ عقیدہ رکھنا کہ حدیث عجمی سازش (جیسا کہ پرویز نے اپنی کتاب مقام حدیث میں لکھا) کے نتیجہ میں مرتب ہوئی، علماء کے نزدیک کفر ہے، خود قرآن میں اللہ جل شانہ نے نبی کریم ﷺ کی بعثت کے تین کاموں میں سے ایک یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ کتاب حکمت یعنی سنت اور حدیث کی تعلیم دیں، جیسے کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (جمعہ ۲)

ترجمہ:- وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

حکمت بقول حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہما کے سنت رسول اللہ ہے، اگر حدیث کو نہ جانا جائے تو قرآن بھی سمجھ میں نہیں آ سکتا، مثلاً:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللهِ (مائدہ ۳۸)

ترجمہ:- اور جو مرد یا عورت چور ہو تو انکا ہاتھ کاٹو ان کے کئے کا بدلہ اللہ کی طرف سے۔

اس آیت میں ہے کہ ہاتھ کو کاٹو، تو ہاتھ کہاں سے کاٹنا ہے، بغل سے یا کلائی سے یا پونچھوں سے، اس کی وضاحت تو حدیث سے ہی ہوگی پورے قرآن میں تو موجود نہیں ہے۔

مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللهِ۔ (حشر ۵)

ترجمہ:- جو درخت تم نے کاٹے یا ان کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیے یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا

اب اللہ کا حکم قرآن میں کیا ہے کہ کھجور کے درخت کو کاٹا یا چھوڑا، یہ حکم تو حدیث میں ہے، تو حدیث کے بغیر آیت بالا کا مفہوم واضح نہیں ہوگا، اس لئے حدیث کو ماننا حقیقتاً قرآن کو ہی ماننا ہے، میزان للشعرانی میں ہے۔

لو لا السنة ما فهم احد منا القرآن۔ (میزان شعرانی)

ترجمہ:- اگر سنت (حدیث) نہ ہوتی تو ہم میں سے کوئی شخص قرآن نہیں سمجھ سکتا

منکرین حدیث پرویزیوں سے کچھ سوالات

آپ احادیث کے ذخیرہ کو عجمی افراد کی کارستانی بتاتے ہوئے آپ امام بخاری کو ایرانی بتاتے ہیں، حالاں کہ وہ ایرانی نہیں، بخارا کے باشندے تھے، اگر عجمی ہونا جرم ہے تو آپ کے پرویز سمیت تمام ہندوستانی اکابر بھی ماشاء اللہ عجمی ہی ہیں، پرویز کی تو 'پ' پکار پکار کر ان کے عجمی ہونے کا اعلان کر رہی ہے یہ حرف تو عربی حروف میں موجود ہی نہیں۔ اب یہ بتایئے کہ عجمی بخاری کی بات ماننا گمراہی کیوں ہے اور آپ جیسے عجمیوں کی بات ماننا اسلام کیوں ؟

آپ ہی بتایئے جن محدثین کی مادری زبان عربی تھی اور ان کی زندگیاں عربوں ہی کے درمیان گزریں، وہ تو بقول آپ کے حدیثیں اکٹھا کرنے کے جرم میں عجمی سازش کے آلہ کار ٹھہرے، لیکن ایک عجمی غلام احمد پرویز جو ساری زندگی زبان عرب سے بھی محروم رہا اور ماحول عرب سے بھی محروم رہا، وہ کیسے مقتدا اور پیشوا بنا دیا گیا؟ کہیں اس کا ظہور اور دعویٰ ہی عجمی سازش تو نہیں؟

عجیب بات یہ ہے کہ صحابہ کرام سے لے کر آج تک کے مسلمانوں کا اجماع اور عمل تو آپ کے نزدیک حجت اور درست نہیں اور نہ ہی ان کی اطاعت جائز ہے، چودہویں صدی کے منکرین فقہ وحدیث کی تقلید آپ کے لیے کس وحی کی رو سے جائز ہو گئی؟

نماز کے طریقہ، رکعتوں، فرائض وواجبات کی تعداد کا ذکر قرآن مجید میں نہیں، ان کی تعداد کون اور کیسے مقرر کریں گا؟

یہ تو انصاف نہیں کہ زکوٰۃ کی شرح میں تو کمی بیشی کی جاتی رہے اور بے چاری نماز اپنے پرانے طریقے پر رہ جائے۔ کیا آپ یہ حکم دیں گے کہ فارغ مولوی یا صوفی تو فجر کی نماز بیس رکعت فرض پڑھا کریں اور ملازم پیشہ لوگ سائیکل چلاتے ہوئے ہی اشارے سے رکوع سجدہ کر لیا کریں تو ان کی نماز ہو جائے گی؟

آپ کہتے ہیں کہ زکوٰۃ صرف اسلامی حکومت کو ہی ادا کی جا سکتی ہے، موجودہ حکومتوں کو آپ اسلامی حکومتیں نہیں مانتے۔ اس صورت میں زکوٰۃ کس کو ادا کی جائے؟

آخر میں حدیث وسنت کے بارے میں قرآن مجید سے صرف دو چار آیتیں نقل کی جاتی ہیں۔

وانزل اللہ علیک الکتب والحکمۃ۔

ترجمہ:- اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قرآن اور حکمت نازل فرمائی۔

بتایئے حکمت کو کتاب (قرآن) سے الگ کیوں بیان کیا گیا؟ حکمت سے سنت یا حدیث مراد لینا کیوں درست نہیں؟

یا ایھا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ۔

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے سرتابی نہ کرو

رسول ﷺ کے حکم کو حدیث کہنا کون سا گناہ ہے؟

منکرین حدیث کے متعلق نبی کریم ﷺ کا فرمان

ترجمہ:- حضرت مقدام ابن معدیکرب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آگاہ ہو کہ مجھے قرآن بھی دیا گیا اور اس کے ساتھ اس کا مثل بھی خبردار قریب ہے کہ ایک پیٹ بھرا اپنی مسہری پر کہے کہ صرف قرآن کو تھام لو اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو حرام پاؤ اسے حرام سمجھو حالانکہ رسول اللہ کا حرام فرمایا ہوا ویسا ہی حرام ہے جیسا کہ اللہ کا حرام فرمودہ دیکھو تمہارے لیے نہ تو پلاؤ گدھا حلال ہے اور نہ کوکیلی والا درندہ جانور نہ عہد والے کافر کی گمی ہوئی چیز مگر جب اس کا مالک اس سے لا پرواہ ہو جائے اور جو کسی قوم کے پاس مہمان جائے ان پر اس کی مہمانی ہے اگر مہمانداری نہ کریں تو وہ اپنی مہمانی کی بقدر ان سے وصول کر لے اسے ابوداؤد نے روایت کیا دارمی نے بھی اسی طرح اور ابن ماجہ نے حرم اللہ تک۔

شرح

یعنی حدیث شریف جو قرآن کی طرح وحی الٰہی ہے اور اسی کی طرح واجب الاتباع۔ اس حدیث کی تائید قرآن شریف کی اس آیت سے ہے: "وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ" کتاب تو قرآن حکیم ہے اور حکمت حدیث شریف۔ خیال رہے کہ قرآن شریف کی عبارت بھی وحی ہے اور مضامین بھی مگر حدیث شریف کا مضمون وحی ہے الفاظ حضور ﷺ کے اپنے اسی لیئے الفاظ حدیث پر قرآن کے احکام جاری نہیں کہ اس کی تلاوت نماز میں نہیں ہو سکتی، بے وضو اسے چھو سکتا ہے۔ اسی لیئے قرآن کو وحی متلو کہتے ہیں اور حدیث کو غیر متلو۔ مرقاۃ میں ہے کہ حضرت جبریل امین حدیث کو بھی لیکر اترتے تھے، اس کی تحقیق کے لیئے فقیر کی کتاب "وحی کی اقسام" کا مطالعہ کریں۔

یہ کلمہ "آلا منکرین" حدیث پر اظہار غضب کے لیئے ہے اسی لیئے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ حدیث ضعیف کے ہوتے ہوئے قیاس جائز نہیں، حدیث ضعیف کو قیاس قوی پر ترجیح ہے اگرچہ اس منکر حدیث کی پیدائش برسوں بعد ہوئی مگر حضور ﷺ کی نگاہوں سے قریب تھا اس لیئے يُوْشِكُ فرمایا، شَبْعَانُ (پیٹ بھرا) میں اس کی مالداری اور مسہری میں اس کا لنگڑا ہونا بتایا گیا۔

یعنی اپنی تحقیق پر اعتماد کرو، صاحب قرآن سے الگ ہو جاؤ یہ بکواس ہی تمام بے دینوں کی جڑ ہے۔

یعنی حرام قطعی واجب الترک اسی لیئے صحابہ کرام حضور ﷺ کے فرمان پر قرآن کی طرح عمل کرتے تھے ہم پر جیسے نماز فرض ہے ایسے ہی نماز کی تعداد اور مقدار یعنی پانچ نمازیں اور ہر نماز میں مقرر رکعات فرض ہیں ہم جو کبھی حدیث کو ظنی کہتے ہیں اس کی وجہ اسنادیں ہیں۔ جنہوں نے خود حضور ﷺ سے حدیثیں سنیں ان کے لیئے قرآن کی طرح قطعی تھیں، دیکھو صدیق اکبر نے حدیث کی بنا پر حضور ﷺ کی میراث تقسیم نہیں کی حالانکہ تقسیم میراث حکم قرآنی ہے۔

یعنی منکرین حدیث کو چاہیے کہ گدھا بھی کھائیں، کتے بلوں پر بھی ہاتھ صاف کریں، پڑی ہوئی چیز بھی قبضہ میں کرلیا کریں، کیونکہ انہیں قرآن نے حرام نہیں کیا بلکہ حدیث نے کیا ہے۔ ان شاء اللہ اس کا جواب قیامت تک ان سے نہ بنے گا۔

اس شہادت کے بعد اہل ایمان کے لئے شک اور تردد کی گنجائش ظاہر باقی نہیں رہتی البتہ جن سے ایمان کی دولت ہی کو سلب کرلیا گیا ہو، کس کے اختیار میں ہے کہ ان کو تشکیک کے روگ سے نجات دلا سکے اور کونسا سامان ہدایت ہے جو ان کیلئے سود مند ہو سکے۔ جیسا کہ قرآن خود بتا رہا ہے۔

فَمَا تغنِ الآیاتِ والنُّذر عن قومٍ لا یوئمِنون

(جن کو ایمان نہیں لانا ہے ان کیلئے نہ کوئی آیت سود مند ہوسکتی ہے نہ کوئی ڈرسنانے والے)۔

اللہ تعالیٰ ہی سمجھ اور ہدایت نصیب فرمائیں۔

مزید تفصیل کے لیے فقیر اویسی غفرلہٗ کی تصنیف ''پرویز اور اُس کا رد'' کا مطالعہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب اہل ایمان کو عقائد حقہ پر زندگی گذارنے کی توفیق عطاء فرمائے آمین بحرمت سیدالانبیاء والمرسلین صلیٰ اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

فقط مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ